الیس اللہ بکاف عبدہٗ مرزا غلام احمدؑ | Reg. No. L. CCLXXXVIII | مسیح وقت مہدی ہم مجدد بر سرِ این صد

جلد ۱۰ | مع ضمیمہ درس قرآن مجید (پیشگی چار روپیہ) | نمبر ۹ و ۱۰

۳ محرم الحرام ۱۳۲۹ھ علیٰ صاحبہا التحیۃ والسلام مطابق ۵ جنوری ۱۹۱۱ء مطابق پوہ سمت ۶۷

بھائیو! اگر قادیان آؤ گے تم | اڈیٹر و منیجر محمد صادق عفی اللہ عنہ | نورِ دین مصطفےٰ پاؤ گے تم

اخبارِ قادیان

حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ تعالیٰ وایدہ الرحمٰن کی زیارت سے اکثر احباب جلسہ سالانہ پر مشرف ہو چکے ہیں۔ ایام جلسہ پر زخموں کا روزانہ ڈریسنگ ہوتا رہا تھا اور اب پٹی بندھی ہوئی تھی۔ اب زخم بالکل اچھے ہو گئے ہیں اور پٹی اتار دی گئی ہے۔ البتہ ایام جلسہ میں کثرت ملاقات احباب اور ان کو پند و نصائح میں مصروف رہنے کے سبب کوفت بہت ہو گئی تھی نیز دو دانت جو بہت درد کرتے تھے نکلوا دیئے گئے۔ اگرچہ پہلے سے ہلتے تھے۔ تاہم ان کے نکالنے سے بھی تکلیف ہو گئی۔ اور دونوں بخار ہوتا رہا۔ اب بفضلہ تعالیٰ بخار نہیں ہے اور دانتوں کا درد تو نکلوانے سے اچھا ہونا ہی تھا۔ لیکن پیر اور منگل دو روز درد عصابہ رہا۔ کسی وقت درمیان میں وقفہ ہو جاتا ہے۔ کسی وقت پھر شروع ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر امید ہے کہ جہاں وہ تکلیف دور ہوئی۔ یہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ دور ہو جاوے گی۔ گذشتہ یوم الاحد کی رات کو حضرت نے خواب میں دیکھا کہ مکان میں دو سانپ ہیں۔ پہلے ایک مارا گیا۔ اور پھر دوسرا بھی مارا گیا۔ باوجود اس قدر تکلیف کے حضرت صاحب جیسا کہ احباب دیکھ گئے ہیں۔ ہر وقت ایک راحت اور خوشی کی حالت میں رہتے ہیں۔ کوئی اضطراب نہیں کوئی گھبراہٹ نہیں۔ کوئی بیماروں کا سا چڑچڑاپن نہیں ہے۔ کیوں نہ ہو خدا تعالیٰ کے برگزیدوں پر خدا کی طرف سے سکینت نازل ہوتی ہے۔ وہ ہر حالت میں اپنے رب کے ساتھ راضی ہیں۔ فرمایا دانت نکلے تو ٹھنڈا پانی پینے کو مل گیا۔ ایک تکلیف ہوتی ہے۔ تو اس کے عوض میں ایک آرام بھی مل جاتا ہے۔

مبارکبادی ہمارے آقا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پوتے مرزا عزیز احمد صاحب احمدی بی اے کا نکاح لاہور میں ہوا اس کی اطلاع دے چکے ہیں اب دلہن کا رخصتانہ ہوا۔ اور میرزا عزیز احمد صاحب اپنی اہلیہ کو لے کر قادیان میں آگئے۔ سب سے پہلے دولہا دلہن حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور میں حاضر ہوئے اور بیعت کی اس کے بعد یہاں بھی ولیمہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس قرآن السعدین کو مبارک کرے۔ خان بہادر میرزا سلطان احمد صاحب بھی آئے تھے۔ مگر جلد واپس تشریف لے گئے۔

جو احباب وی پی واپس کر چکے ہیں ان کی خدمت میں باادب التماس ہے کہ اب خود ہی قیمت بذریعہ منی آرڈر روانہ فرماویں اور نقصان وی پی ۲ ر فی پرچہ بھی ارسال کر کے مشکور فرماویں۔

اہل بیت حضرت مسیح موعود بخیر و عافیت ہیں۔ حضرت مولوی محمد احسن صاحب بھی بخیریت اسی جگہ رونق افروز ہیں۔ نماز جمعہ جب سے آپ آئے ہیں آپ ہی پڑھاتے ہیں۔ چنانچہ خطبے ہدیہ ناظرین ہوتے رہتے ہیں۔ سیٹھ عبد الرحمان صاحب بھی ہنوز اسی جگہ تشریف فرما ہیں۔

اس وقت جب کہ آخری کاپی پریس میں جاتی ہے جلسہ پر آئے ہوئے تمام احباب رخصت ہو چکے ہیں۔ مدرسہ تعلیم الاسلام مدرسہ احمدیہ ہر دو کھل گئے ہیں۔ تین چار روز سے یہاں بارش کا سلسلہ جاری ہے۔ رات کو یا دن کو کسی نہ کسی وقت بارش ہو جاتی ہے۔ خنکی پورے زور پر ہے۔

سال جدید جو یکشنبہ کو شروع ہوا ہے اور ہجری سال جدید جو ۳ جنوری کو شروع ہوا ہے۔ احباب کو مبارک ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس نئے سال کی رحمتوں و برکتوں سے ہم کو مالا مال کرے اور اس کے درمیان جو شر ہو اس سے محفوظ رکھے۔

اطلاع بسبب علالت طبع حضرت خلیفۃ المسیح ضمیمہ درس قرآن فی الحال نہیں چھپ سکتا۔ ۱۸ نومبر سے درس بند ہے پارہ ۲۴ سورۃ المؤمن تک ختم ہو چکا ہے۔

درثمین فارسی مکمل چھپ کر تیار ہے!

درثمین اردو مکمل یعنی جس میں وصال حضرت مسیح موعود علیہ السلام تک اردو اشعار درج ہیں وہ ۳ ر کو دی جاوے گی۔ اور درثمین فارسی جس میں تا یوم الوصال تمام فارسی اشعار درج ہیں۔ باوجود ضخامت ۶۴ صفحہ قیمت پانچ آنے بجائے چھ آنے کے۔

منیجر بدر

(بدر پریس قادیان میں میاں معراج الدین عمر پروپرائٹر و پرنٹر و پبلشر کے حکم سے چھپ کر شائع کیا گیا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

از جناب میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی

رباعیات

(١) مقام حق مقام انبیا ہے — نبوت سے مقام حق ملا ہے
فنا در حق ہیں وہ جن ان سے ظاہر — نبوت راز توحید خدا ہے

(٢) کلام حق وہ ہے جو حق دکھائے — ہمیں باطل کی راہوں سے بچائے
ہمیں عیب و صواب اپنا بتا کر — بنا کر پاک وصاف حق سے ملائے

(٣) کلام حق بجبریل امیں ہے — وہی ختم نبوت کا نگیں ہے
کلام اللہ کی ہے شان اس سے — وہی ذی العرش اعلیٰ کا مکیں ہے

(٤) محمدؐ کو ہوئی تعلیم قرآں — معلم جس کا ہے خود رب رحماں
خدا نے اپنی شاگردی میں لیکر — بنایا اس کو پھر استاد دوراں

(٥) محمدؐ مظہر شان خدا ہے — محمدؐ خاتم کل انبیاء ہے۔
خزانہ ہر صداقت کا ہے قرآں — خدا سے جو محمدؐ کو ملا ہے

(٦) جو دام نفس شیطاں میں پھنسا ہے — وہی نور محمدؐ سے جدا ہے
خدا نے اس بشر کو کر کے پیدا — ثبوت اپنی خدائی کا دیا ہے

(٧) تعجب کیا ہے دیکھو اس ہدیٰ کو — ملی ہے جو محمدؐ مصطفےٰ کو
بتائیگی تمھیں خود وضع فطرت — کہ مانو سنت خیر الوریٰ کو

(٨) دکھائی خود خدا نے شان اسلام — کیا خود بیکسوں کا اسے اکرام
محمدؐ ہو گیا جب ان کا ہادی — پلٹ دی اس نے انکی صبح اور شام

(٩) کرشمہ قدرت حق کا دکھایا — بہت صدیوں کے مردوں کو جلایا
بنایا وحشیوں کو اس نے انساں — کیا سید ہما خدا سے جا ملایا

(١٠) ظہور حق میں جسکی یہ ادا ہو — کوئی اب اس سے بڑھکر اور کیا ہو
شرافت ہے اسی انساں کا حصہ — شرف جسکو محمدؐ سے ملا ہو۔

خدا کی دنیا

دنیا کا خدا خدا کی دنیا — ہے جانے میں کس بلا کی دنیا
بچہ سے جواں جواں سے بوڑھے — پھر قبر میں - کس فنا کی دنیا
چنتا ہے کہ ہو نہ جائیں مفلس — یوں کٹتی ہے اغنیا کی دنیا
در در پہ پھرے ہے بھیک مانگت — ذلت کی ہے یوں گدا کی دنیا
ماں باپ نہ خویش و اقربا کے — آزاد ہے بینوا کی دنیا
اقبال کبھی کبھی ہے ادبار — ہر اک کی ہے یوں فنا کی دنیا
جینے کی خوشی یہ موت کا غم — ڈھونڈا ہو کہاں بقا کی دنیا
ہیں چور کہیں کہیں ہیں راہزن — یہ جور کی وہ جفا کی دنیا
دنیا میں ہو مال و زر کا سودا — کہتے ہیں یہ اشقیا کی دنیا
دنیا ہو جو شکر آخرت کی — یہ دنیا ہے انبیا کی دنیا
ہاں لغزش پا اب سنبھالا — اور دیکھ لے اصفیا کی دنیا
اے نفس بشر تو مطمئن ہو — اور چھوڑ دے ماسوا کی دنیا
دنیا کہ جو ہو خدا کی خاطر — سن لو وہ ہے مصطفیٰ کی دنیا
دنیا میں بھی آخرت تھی منظور — کیا خوب تھی رہنما کی دنیا
دنیا میں بھی با خدا رہے وہ — دنیا تھی وہی خدا کی دنیا
بچے بھی تھے بیویاں تھیں اور گھر — تھی رب سے ملا ملا کی دنیا
اس شغل میں شغل حق نہ بھولے — کیا پاک تھی با خدا کی دنیا
تھے شامل خلق در اصل حق — با عہد تھی با وفا کی دنیا
جلوت بھی تھی ساری ان کی خلوت — کیا صاف تھی بے ریا کی دنیا
ہوتی تھی نہ غیر حق کسی سے — دلدادہ دلربا کی دنیا
ہر حال میں مظہر خدا تھی — آئینہ حق نما کی دنیا
دنیا جو خدا ہمیں ملا دے — ہے سرور انبیا کی دنیا
اے طالب آخرت کہاں ہو — دنیا ہے یہی دغا کی دنیا
اے طالب نفس اہل دل ہو — تا پائے تو مصطفیٰ کی دنیا
دنیا میں کرو تلاش ڈھونڈو — اس سید اتقیا کی دنیا
آؤ تمھیں قادیاں دکھائیں — کس ڈھب کی ہے اس فضا کی دنیا
بستے تھے یہاں غلام احمدؐ — دکھلاتے تھے پیشوا کی دنیا
جلوے ہیں وہاں پہ نور دیں کے — ہے احمد مجتبےٰ کی دنیا
دیکھو تو وہاں کے روز و شب کے — اس بندۂ باصفا کی دنیا
دنیا میں ہے کوئی دن کا جینا — یہ دین کی ہے ضیا کی دنیا
ملتا ہے وہاں سے نور قرآں — اس نور کی ہے ہدیٰ کی دنیا
مسلم ہو تو پھر بنو مسلماں — یوں ملتی ہے مصطفےٰ کی دنیا
حامد کی بھی ایک بات سن لو
اس دنیا سے لو خدا کی دنیا

درخواست برادرم امام الدین کشمیری ملتجی ہیں کہ میرے بچے ہر وقت بیمار رہتے ہیں تمام احباب در دل سے دعا کریں۔

ضرورت ملازم ایک انٹرنس پاس احمدی جسکا ہینڈ رائٹنگ بہت اعلیٰ ہو۔ نوجوان مضبوط ہو اگر ۲۰ کی ملازمت چاہتا ہے تو دفتر ہذا سے خط و کتابت کرے۔ جلدی۔

ایک ہندو خریدار کا شکریہ مکرم و معظم شاہ سرن صاحب بنارسی نہایت ہی شکریہ کے مستحق ہیں کہ نہ صرف آپ بدر کے خریدار ہیں بلکہ اب دو صد روپیہ سالانہ دینا منظور فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اخلاص کو قبول فرمائے اور اس آفتاب صداقت کی شعاعوں سے ان کے سینہ صافی کو منور کرے۔ جس کی جھلک ان میں دیکھی جاتی ہے۔

مبارک جوڑے نہایت ہی مسرت سے یہ اطلاع دیجاتی ہے کہ ٢٧ - دسمبر کو حضرت صاحبزادہ محمود احمد ایدہ اللہ الاحد نے ایک نہایت لطیف خطبہ کے بعد مندرجہ ذیل تین نکاحوں کا اعلان فرمایا

(١) ہمارے مکرم و معظم پروپرائٹر بدر میاں معراج الدین عمر صاحب کے فرزند ارجمند میاں نذیر احمد صاحب کا نکاح محمودہ بنت میاں چراغ الدین صاحب سے - مہر ایک ہزار

(٢) میاں عبد المجید ولد میاں چراغ الدین صاحب کا نکاح رقیہ بیگم بنت میاں معراج الدین صاحب سے مہر ایک ہزار۔

(٣) شیخ فضل کریم ولد شیخ عطا محمد صاحب کا نکاح فاطمہ بنت میاں نبی بخش صاحب سے مہر ایک ہزار

اللہ تعالیٰ ان نکاحوں کو مبارک کرے - ان سے صالح اولاد پیدا ہو جو خدا کے برگزیدہ نبی مسیح موعود کی خادم ہو۔ خدا کے کریم فضل و عطا سے معراج ترقی کو پہنچیں - دین کے چراغ بنیں اور ہر قسم کے مجد کو حاصل کریں اور دنیا و آخرت میں مقام محمود سے بہرہ یاب ہوں۔ اللھم آمین

انصار بدر چوہدری مولا بخش صاحب سیالکوٹ سے تحریر فرماتے ہیں کہ اخبار بدر کا چندہ جس قدر کہ آپ وی پی کریں میں دینے کو بالکل تیار ہوں کیونکہ مجھے سب اخباروں سے یہ زیادہ پیارا اخبار ہے۔ میں ١٢ بارہ اخباروں کا خریدار ہوں لیکن جسدن بدر کے آنے کا دن ہوتا ہے اسدن اور ہی خوشی اور چین ہوتا ہے۔

درخواست دعا سید انعام رسول صاحب کٹک سے اپنی بیمار والدہ کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

نماز جنازہ پیر افتخار احمد صاحب اپنی مرحومہ لڑکی سعیدہ بیگم اور اپنے لڑکے مرحوم نثار احمد کے لئے اور برادر سر بلند صاحب اپنی زوجہ مرحومہ کیواسطے احباب سے درخواست دعائے جنازہ کرتے ہیں۔ ایسے ہی سعید الدین احمد صاحب اپنی والدہ مرحومہ کے واسطے دعائے جنازہ کی درخواست کرتے ہیں۔ ایسا ہی منشی خادم حسین صاحب ہیرودی مشہور نامہ نگار کی ہمشیرہ اور بیوی کا جنازہ پڑھا جائے۔

وصیت میں الٰہی بخش ولد جیا قوم کمبوہ سکنہ زیرہ ضلع فیروزپور بقائمی ہوش وحواس بلا اکراہ وجبر حسب ذیل وصیت کرتا ہوں - (نوٹ) چونکہ وصیت کا فارم مطبوعہ ہے اور شرط اول و دوم و سوم کا مضمون واحد ہے لہذا اس کا اندراج یہاں ضروری نہیں ہے) چہارم میری جائداد منقولہ و غیر منقولہ تخمیناً دو ہزار روپیہ کی ہے - اس کا دسواں حصہ مبلغ دو سو روپیہ ۲۰۰ اپنی زندگی میں ادا کر دونگا اگر میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم

سفر الف مبیلہ

Digitized by Khilafat Library

(سلسلہ کے واسطے دیکھو گذشتہ اخبار بدر)

سیتا کنڈ معلوم ہوتا ہے کہ ہندوؤں کے بزرگ نظارہ قدرت سے خدا تعالیٰ کے عجائبات مشاہدہ کرنے اور اُس کی تسبیح و تقدیس کا ذریعہ پیدا کرنے کے بڑے عاشق تھے جہاں کوئی عجوبہ نظر آیا اُس کو محفوظ کیا۔ لیکن بدقسمتی سے پچھلوں نے خود اُس عجوبہ ہی کو خدا بنا لیا۔ اور اپنا معبود قرار دیدیا مونگھیر سے چند میل کے فاصلہ پر ایک جگہ سے گرم پانی کا چشمہ اُبلتا ہوا نکلتا ہے پانی خاصہ گرم ہے میرا خیال ہے کہ اُس میں چاول پک سکے۔ اب وہاں پوجا ہوتی ہے اردگرد مکان بنے ہوئے ہیں۔ پجاری موجود ہے جو دیکھنے آتا ہے اُس کے گرد ہو جاتے ہیں۔ جو نہ دیوے اُسی گالیاں سنانے کو طیار ہو جاتے ہیں۔ ایک انگریز ڈاکٹر نے یہ معلوم کرکے کہ اس تختۂ زمین کے نیچے یہ گرم پانی دور تک پھیلا ہوا ہے اس چشمہ سے کوئی سو قدم کے فاصلے پر ایک جگہ کھدوا کر ایک اور اُبلتا ہوا چشمہ ویسا ہی نکال دیا ہے۔ اور اس کے اردگرد دیوار بنا کر ایک خوبصورت تالاب بنا دیا ہے۔ اور اس کا نام وکٹوریہ کنڈ رکھا ہے۔

جمال پور ورک شاپ

مونگھیر کو جاتے ہوئے راستہ میں ایک جنکشن سٹیشن جمال پور نام ہے جہاں ایک بہت بڑا ریلوے ورکشاپ ہے۔ یہ مقام مونگھیر سے پانچ چھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ اور ہمارے راستہ میں ہے اس واسطے وہاں کا کارخانہ دیکھنے کے واسطے بھی ہم گئے۔ کارخانہ کا داخلہ کسی سبب سے چند روز کے لئے بند تھا۔ مگر افسر کارخانہ کو میں نے چٹھی لکھی اور اپنا پنجاب سے آنا ذکر کیا تو انھوں نے بڑی خوشی سے منیجر کارخانہ کے نام رقعہ لکھ دیا کہ مجھے اور میرے دوستوں کو جو کہ ہم گیارہ آدمی تھے کارخانہ دیکھنے کی خاص اجازت ہے۔ ایک انگریز جو کہ وہاں کے سپر وائزر ہیں خود ہمارے ساتھ ہوئے اور نہایت اخلاق کے ساتھ کارخانہ ہمیں دکھلایا۔

یہ ایک بڑا کارخانہ ہے جس میں دس ہزار آدمی کام کر رہے ہیں۔ کئی ایک شیڈ ہیں کہیں لوہا پگھل رہا ہے۔ کہیں پیتل پگھل رہا ہے۔ لوہا اور پیتل بالکل پانی کی طرح بہ کر سانچوں کے اندر ڈھل رہے ہیں۔ انجنوں کے پرزے بن رہے ہیں اور پھر اُن پرزوں کو جوڑ کر انجن بنائے جا رہے ہیں۔ اوسطاً (۱۲) انجن ہر سال اس کارخانہ میں طیار ہو کر چلایا جاتا ہے۔ جن کا اکثر حصہ اسی کارخانہ میں طیار ہو جاتا ہے۔ ہر ایک پرزے کی طیاری کے واسطے ایک علیحدہ شیڈ ہے۔

جن بھٹیوں میں سے لوہا پگھل کر سُرخ پانی کی طرح بہ رہا ہے ان کا نظارہ بہت ہی خوفناک ہے۔ ایک ٹرین بجلی کے زور سے چھت کے ساتھ ساتھ چلتی ہے جو کہ بھاری بھاری لوہے کی چیزیں اُٹھا اُٹھا کر ادھر اُدھر لیجاتی ہے لوہے کے بڑے بڑے موٹے لٹھ اور پہیے اور دیگر پرزے چند منٹوں میں ایسی آسانی سے طیار ہو جاتے ہیں کہ مٹی کے کھلونے بھی ایسی جلدی سے طیار نہیں ہوتے۔

اَلنَّا لَہُ الْحَدِیْدَ

کا کلام پاک اللہ تعالیٰ کی ذات قادر مطلق کی طرف سے اس کے پیارے نبی کی شان میں نادانوں کے واسطے جائے تعجب ہو رہا تھا۔ مگر یہاں تو اس کا نظارہ ایسا عجیب و غریب ہے کہ خدا تعالیٰ کی قدرت یاد آتی ہے۔

چونکہ میرا ہی وزٹنگ کارڈ صاحب بہادر کے ہاتھ میں تھا اس واسطے وہ اس سارے معائنہ میں میرے ساتھ ہی باتیں کرتے رہے۔ وہ مجھے کارخانہ کے مختلف حالات بتلاتے رہے اور میں اپنے دوستوں کو اردو میں سمجھاتا رہا۔ کہیں کہیں کوئی بات مذہبی دلچسپی کی بھی ہو جاتی رہی جس کے ضمن میں میں نے ان کو بتلایا کہ ہم کس فرقہ اسلامیہ کے ساتھ تعلق رکھنے والے ہیں اور ہمارے اصول کیا ہیں۔ مذہبی باتوں کے ذیل میں صاحب بہادر نے یہ بھی اعتراض کیا کہ مسلمانوں میں

رسم پردہ

بہت سخت ہے۔ عورتوں کو قید کر دیا جاتا ہے۔ میں نے کہا اگر کہیں ایسا ہوتا ہے تو وہ مذہب اسلام کا منشأ نہیں۔ بلکہ ایسا کرنے والوں کا مبالغہ اور حد سے بڑھی ہوئی بات ہے۔ اسلامی پردہ صرف اتنا ہے کہ عورتوں اور مردوں کے درمیان اس قسم کا اختلاط اور ایک دوسرے کو بے تکلف دیکھنے کا تعلق نہ ہو جس سے کسی بداخلاقی کی بنا پڑنے کا اندیشہ ہو سکے۔ اور بس۔ اسی واسطے غض بصر کا حکم طرفین کو دیا گیا ہے۔ یہ قائم رکھ کر عورتیں اپنے کام کاج کے واسطے باہر نکل سکتی ہیں۔ چنانچہ اکثر حصہ اسلامی عورتوں کا ایسا ہے جو دنیوی کاروبار میں مردوں کا ہاتھ بٹاتی ہیں۔

کلوں کی ایجاد میں جو دن بدن ترقی ہو رہی ہے اُس کے ضمن میں میں نے صاحب بہادر سے ذکر کیا کہ یہ بہت بڑی ترقی ہے۔ مگر یہ ترقی دنیوی اور مادی ہے۔ جبکہ اس جسم کے آرام کے واسطے خدا تعالیٰ نے اس قدر سامان مہیا کئے ہیں تو ضرور ہے روح کے آرام کے واسطے بھی بہت بڑے سامان ہوں اور روحانی رفتار کی تیزی کے واسطے بھی بڑی بڑی روحانی کلیں طیار کی ہوں۔ صاحب بہادر نے کہا کہ یہ ٹھیک ہے تب میں نے عرض کی کہ ان روحانی تحقیقاتوں اور دریافتوں کا موجب ان ایام میں خدا تعالیٰ کا ایک نبی ہوا ہے۔ جس نے روح پاک کی مدد سے خدا کے کلام میں سے ایسی اعلیٰ باتیں نکالی ہیں جو ہمارے روحانی سفر کو آسان کرتی ہیں۔ اس قسم کی کئی ایک باتیں ہوئیں ایک گھنٹہ کے قریب ہمارا وہاں خرچ ہوا اخیر میں صاحب بہادر کا شکریہ ادا کیا گیا اور نیز شکریہ میں کچھ دلچسپ لٹریچر بھیجنے کے واسطے صاحب بہادر کا نام اور عہدہ ان سے دریافت کرکے لکھ لیا گیا۔

پنشنر انجن اس کارخانہ کے دروازے پر ایک چوترے کے اوپر وہ انجن کھڑا ہے۔ جو کہ سب سے اول ایسٹ انڈیا ریلوے کمپنی نے اپنی ریل پر چلایا تھا اسی انجن پر سنہ ۱۸۵۷ء کے غدر میں سرکار انگریزی کی فوج سوار ہو کر باغیوں کی گوشمالی کے واسطے گئی تھی سنہ ۱۹۰۱ء

Victoria the Good

سے یہ انجن **نیک ملکہ وکٹوریہ** کی یادگار میں یہاں رکھا گیا ہے۔ یہ انجن اپنی بہت ہی سادگی کے سبب موجودہ انجنوں کے بالمقابل اس لائن میں رفتار ترقی کا اندازہ بتلاتا ہے۔ اب اُس سے کوئی کام نہیں لیا جاتا۔ بلکہ بطور یادگار کے وہ ایک ہی جگہ کھڑا رہتا ہے۔ اور اُس کی صفائی کے واسطے ملازم مقرر ہیں۔ اسی واسطے ہمارے مکرم دوست میر صاحب نے اس کا نام پنشنر انجن رکھا۔ اور اسی سرخی سے ہم نے اس کا یہاں تذکرہ کیا ہے۔ سبحان اللہ انگریزوں کی قوم کیسی دانا ہے کہ وہ بیجان کو بھی آرام دیتی ہے۔ مگر افسوس ہے ہمارے آریہ صاحبان پر جو کہ انسان کی ہستی کے واسطے بھی

آرام کی گنجائش نہیں رکھتے۔ اور ہر وقت تناسخ کے چکر میں اُسے سرگرداں رکھنا چاہتے ہیں۔ یوگ کی طرح آریاؤں کے تمام مسائل اُلٹے ہی ہیں۔ اسواسطے خدا تعالیٰ نے ان کے متعلق پیشگوئی کی ہے کہ **یجعلون نہا عوجا** ہر بات میں اُلٹی راہ اختیار کرتے ہیں ہر مسئلہ میں

ٹیڑھا فلسفہ

نکالتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ چونکہ انسان نے گناہ کیا اور کمزوری دکھلائی اس واسطے اُسے پیچھے کی طرف ہٹایا جائیگا۔ ایک ذلیل اور ادنیٰ وجود کے دور میں اُسے ڈالا جاویگا۔ حالانکہ دنیا جہان کا عملدرآمد اور منشاء یہ ہے کہ اس عالم میں ہر ایک شے آگے کی طرف تدریجی ترقی کر رہی ہے۔ اگر بوڑھا فرائض بوڑھاپے کو ادا نہیں کرسکتا تو اُسے پیچھے ہٹا کر جوانی کے عالم میں ڈالکر نیا دور نہیں شروع کرا دیا جاتا اور اگر جوان جوانی کے حقوق ادا کرنے سے غافل ہے تو اُسے واپس بچپن کے عالم میں داخل نہیں کر دیا جاتا اور اگر بچہ نٹ کھٹ ہوتا ہے تو اُسے واپس ماں کے پیٹ میں نہیں گھسیڑ دیا جاتا۔ کہ جا وہاں جاکر پہلے نیک بن لے تو پھر تجھے باہر نکلنے کی اجازت دیجاویگی۔ اور اگر بچہ ماں کے پیٹ میں بھی تکلیف دے تو اُس کے واسطے یہ تجویز نہیں سوچی جاتی کہ اسے پھر نطفہ کا کیڑا بنا دو۔ یہ بات تو قانون قدرت کے ہی خلاف ہے کہ انسان پھر کیڑے اور مکوڑے اور گدھے اور گھوڑے بنائیں جائیں خدا تعالیٰ نے انسانی روح کی ہر ایک حالت کی اصلاح کے واسطے خود اُسی نشو ونما کے اندر ہی سامان رکھ دئے ہیں۔ بوڑھا اپنے بوڑھاپے کے ایام میں ہی اپنی نیکیوں کے پھل پانے اور بدیوں کی سزا دیکھنے کے ذائقہ اپنے آگے دیکھتا ہے۔ انسان اپنے اعمال کو آگے بھیج رہا ہے نہ کہ پیچھے درکشاپ کے سٹیڈ میں مجھے یہ خیال اسواسطے آیا کہ بیجان انجن بھی جب اُس کے کیل پرزوں میں کچھ نقص آجاتا ہے تو اُسے یہ سزا نہیں دیجاتی کہ چونکہ آج اس نے دو گھنٹہ کا حرجہ کیا ہے اس واسطے اس کو سزا دیجائے کہ ایک چکر اؤ۔ آر۔ ریلوے کی لائن پر لگائے۔ اور وہاں بھی کام اچھا نہ دے تو پھر کی بی پی ریلوے کا کوئلہ ڈھونے کی سزا دیجاوے۔ اور پانچویں کا سوزانہ چکر اس کے ذمہ لگایا جاوے خدا تعالیٰ ہمیں سزا دینے کا بھوکا نہیں وہ رحیم و کریم ذات تو ہماری اصلاح چاہتی ہے اور تناسخ کا دور کسی صورت میں ہماری اصلاح نہیں کرسکتا۔

دیسی مزدور اس کارخانہ میں کام کرنیوالے دس ہزار مزدور دیسی ہیں۔ جو چند انگریزوں کے ماتحت کام کر رہے ہیں۔ حکمت کیا ہی عمدہ شے ہے۔ حاکم وہی ہو سکتا ہے جس کو حکمت عطا ہو۔ اُن اشیاء کی ساخت کی حقیقت کو پہچانتے ہیں اور اُس کی معرفت انھیں حاصل ہے اس واسطے انھیں یہ عزت حاصل ہوئی۔ باقی سب بیلوں کی طرح کام کر رہے ہیں۔ اور ہمارے آریہ بھائی تو بیل گدھا بننے کے شوق میں تناسخ کے چکر میں پڑنے کی طرف بیفائدہ متوجہ ہوتے ہیں انسان تو اسی عالم میں اپنے مختلف روحانی و اخلاقی حالات کے ذرائعہ سے مختلف شکلیں دکھتا ہے حضرت مرحوم و مغفور جناب

مسیح موعود کا ایک رویاء

مجھے اسوقت یاد آیا ہے۔ کہ ایک مقدمہ سے پہلے جب کہ اُس کے متعلق کوئی خبر ہنوز نہ تھی حضور علیہ السلام نے فریق مخالف کے وکلا کو بھینسوں کی شکل میں دیکھا جن کے شر سے بچنے کے واسطے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ الہامی دعا پڑھی۔

رب کل شیءٍ خادمک

رب فاحفظنی وانصرنی وارحمنی

اے میرے رب ہر شے تیری ہی خادم ہے۔ تو ہی میری حفاظت کر تو ہی میری نصرت کر اور تو ہی مجھ پر

رحم فرما۔ (آمین)

محاسبہ انجمن مونگھیر انجمن احمدیہ کے محاسبہ کی کتابیں بھی مینے ملاحظہ کیں۔ جن میں سے بالخصوص رجسٹر کھاتہ نامکمل پایا گیا۔ جس کی وجہ زیادہ تر یہ معلوم ہوئی کہ رجسٹر کے صحیح اندراج کے طرز سے یہاں کے کارکن واقف نہ تھے چنانچہ ان کو سمجھایا گیا۔ اُمید ہے کہ اُس کے مطابق رجسٹر جلد مکمل کر لئے جاوینگے۔ اور آئندہ درست اور اپ ٹو ڈیٹ رکھے جاوینگے۔

سورجگڈھ

جمال پور سے ہم سورجگڈھ آئے۔ جہاں مولوی سردار شاہ صاحب نے سلسلہ حقہ کی تائید میں ایک مفصل پُر اثر تقریر کی اور مولوی صاحب کے بعد عاجز نے ایک مختصر تقریر وفات مسیح پر اور حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر کی ان تقریروں کے بعد چند آدمی سلسلہ حقہ میں داخل ہُوئے اور انھوں نے بیعت کے خط لکھے اس جگہ انجمن احمدیہ کے قبضہ میں ایک شاندار مسجد برلب دریا واقعہ ہے۔ جو کہ مولوی سعید الحسن صاحب مختار نے اس سلسلہ کے نمازیوں کے واسطے وقف کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ مختار صاحب کو جزائے خیر دے۔ یہاں ایک وعظ زنانہ میں بھی ہُوا۔ اللہ تعالیٰ کی عجائب قدرت کا ایک عجیب نشان یہاں سننے میں آیا۔ کہ ایک شخص نے جو سلسلہ حقہ کا سخت دشمن تھا ہمارے دوست حکیم **محمد حسن** کے ساتھ مباہلہ کیا تو چند روز میں ایسا ہلاک ہوا کہ پچھلوں کے واسطے موجب عبرت ہوگا۔

اورین

سورجگڈھ سے ہم اورین آئے۔ اور وہاں کے رئیس جناب سید **ہدایت حسین** صاحب کے مکان پر شب باش ہو کر صبح بھاگلپور روانہ ہوئے۔ ہمارے اکثر احباب اُن دو بھائیوں سے واقف ہونگے کہ جو ابتدائے احمدیت میں اپنے بعض اہل وطن اور اقرباء کے ہاتھوں تنگ آکر قادیان چلے آئے تھے۔ اور یہاں ایک عرصہ قیام پذیر رہے تھے۔ سید ارادت حسین صاحب جو کتب خانہ حضرت مسیح موعود میں کام کرتے تھے اور سید وزارت حسین صاحب جو کہ دفتر میگزین میں کام کرتے تھے سید ارادت حسین صاحب کے اہل بیت بھی یہاں ساتھ تھے۔ یہ قصبہ اورین انھیں بزرگوں کا اصل وطن ہے اور سید ہدایت حسین صاحب ان کے والد کا اسم شریف ہے۔ اب ان کا سارا خاندان سلسلہ حقہ احمدیہ میں شامل یا اُس کے ساتھ محبت رکھنے والا ہے اس جگہ میری ایک پُرانی

خواب پوری ہوئی

جو کہ مجھے یاد بھی نہ رہی تھی اور وہ اس طرح سے ہے کہ جن دنوں برادران ارادت۔ وزارت یہاں قادیان میں سکونت پذیر تھے ان دنوں عاجز نے ایک خواب میں دیکھا کہ میں ان کے وطن میں گیا ہوں۔ رات کا وقت ہے اور وہ مجھے اپنا مکان لال ٹین کی روشنی میں دکھلا رہے ہیں۔ نیچے مال مویشی باندھنے کی جگہ ہے۔ اوپر کے تختے پر مردانہ نشست گاہ ہے۔ اس کو دیکھتے ہوئے مینے پوچھا کہ کیا اسی کے اندر زنانہ مکان ہے۔ تو دکھانے والے نے کہا کہ نہیں یہ سب مردانہ ہے۔ زنانہ اور آگے ہے۔ یہ خواب اس طرح لفظ بہ لفظ پُورا ہوا کہ تعجب ہوتا ہے۔ سورجگڈھ سے باوجود جلدی کرنے کے ایسے وقت میں روانگی ہُوئی کہ اورین اندھیرے میں پہنچے۔ اور سید ارادت حسین صاحب لالٹین کے ساتھ اپنا مکان دکھلانے لگے۔ مردانہ نشست گاہ کو دیکھ کر میرے مُنہ سے وہی لفظ نکلے کہ کیا اسی کے اندر زنانہ مکان ہے۔ اُنھوں نے جوابدیا کہ نہیں یہ سب مردانہ ہے۔ زنانہ اور آگے ہے۔ یہ کہکر وہ ہنسے اور کہا کہ کیا آپ کو اپنا خواب یاد نہیں مینے کہا نہیں تب اُنھوں نے مجھے یاد دلایا۔ اللہ اللہ خداوند پاک کا علم غیب کیسا صحیح ہے ایسے وقت میں جبکہ کبھی خیال خواب بھی نہ تھا کہ مجھے اس طرح اورین جانا ہوگا۔ نو سال پہلے مجھے یہ سب کچھ

بعینہ مجھے دکھایا گیا تھا۔

جب خواب کا ذکر آیا ہے تو ایک اور خواب کا بھی میں بیان کر دینا چاہتا ہوں جو کہ میں نے اسی گاؤں میں دیکھا۔ ماسٹر محبوب علی صاحب کے عزیز نذیر احمد عزیز قمرالہدیٰ نے اس سفر میں ہماری بہت ہی خدمت کی نہایت اخلاص و محبت کے ساتھ ہر وقت خدمت کے واسطے مستعد رہا مجھے خواب میں اُس عزیز کا نام **فضل الٰہی** بتلایا گیا۔ جس سے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل اُس کی دستگیری کریگا اور اُس کے فضل کے خاص مورد ہونے اُس کے شامل حال ہونگے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ تب سے میں اس عزیز کو

فضل الٰہی قمرالہدیٰ

کہا کرتا ہوں۔ اللھم اجعل کاسمہ۔ آمین

اُودین سید صاحب نے رات کے وقت وعظ کیا۔ اور عاجز نے صبح کے وقت وعظ کیا۔

سید ہدایت حسین صاحب ایک نیک دل اور فہیم مقبول صورت پیرمرد ہیں۔ بڑے شوق سے انھوں نے اپنے مکان پر وعظ کرائے۔ اور مونگھیر بھی تمام وعظوں میں شریک رہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ اور ان کے اخلاص میں برکت نازل کرے۔ برادر وزارت حسین کی والدہ کو اس سلسلہ حقہ کے ساتھ خاص محبت اور الفت ہے۔ دعا کی قبولیت پر ان کا ایمان بہت سی عورتوں کے واسطے قابل رشک نمونہ ہے۔ اس جگہ اسباب کا ذکر بھی فائدہ سے خالی نہ ہوگا کہ برادر وزارت حسین صاحب ایک عالمانہ کتاب **مرأۃ الجہاد** کے مصنف ہیں جس کو اُنھوں نے نہایت محنت کے ساتھ لکھا ہے اور جہاد کے مضمون پر ایک قابل قدر تصنیف ہے۔ جو صاحب موصوف سے مل سکتی ہے۔

بھاگلپور

چونکہ بھاگلپور جانے کے واسطے حضرت خلیفۃ المسیح کا حکم ہمیں بذریعہ تار مل چکا تھا اس واسطے آئین سے ہم بھاگلپور گئے اور برادرم مکرم بابو اختر علی صاحب کے مکان پر قیام کیا۔ یہاں جوبلی کالج کے ہال میں ہمارے لیکچروں کا انتظام ہوا۔ پہلے دن میری اور مولوی سرور شاہ صاحب کی تقریریں ہوئیں اور دوسرے دن صرف میری تقریر ہوئی۔ نماز جمعہ کا خطبہ ایک مسجد میں حضرت مولوی سرور شاہ صاحب نے پڑھا۔ لیکچروں میں تعلیم یافتہ گروہ کی ایک بڑی جماعت شامل تھی بہت نیک اثر ہوا۔ یہاں بھی کئی آدمیوں نے بیعت کے خط لکھے۔ اختر صاحب نے دو وعظ اپنے مکان پر کرائے۔ مونگھیر اور سورج گڈھ کے بعض دوست بھی یہاں کے لیکچروں میں شامل ہوئے اب جبکہ بنگالہ کے ان شہروں میں لیکچروں کا ذکر ختم ہو چکا ہے اس واسطے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ وہاں کی جماعت کے بعض

احباب کا کچھ ذکر

یہاں کر دیا جائے۔ برادران سید ہدایت حسین صاحب و سید وزارت حسین صاحب کا ذکر اوپر ہو چکا ہے سید وزارت حسین صاحب یہاں کسی انجمن کے محاسب بھی ہیں۔ ان کے بھائی سید خلافت حسین صاحب احمدی بیرسٹر ایٹ لا سے بھاگلپور میں ملاقات ہوئی۔ صاحب موصوف ہمارے ہر دو لیکچروں میں تشریف فرما تھے اور جمعہ کے دن انھوں نے ہمیں ایک ڈنر دیا۔ جہاں مختلف مذہبی دلچسپی کی باتوں پر بحث ہوتی رہی۔ جن میں سے ایک یہ بات تھی کہ یورپ کے بعض مصنفین نے یہ لکھا ہے کہ مذہب اسلام کے مطابق عورتوں میں کوئی روح نہیں ہوتی۔ اور وہ مرنے کے بعد فنا ہو جاتی ہیں۔ میں نے اس کے جواب میں آیت شریف ان المسلمین والمسلمات والمؤمنین والمؤمنات ...... الخ پڑھ کر سنائی۔ جس سے اس خیال کا رد واضح طور پر ہوا۔

ہم اُس ڈنر کے بڑے جو کہ ہم نے اُن کے مکانات پر گذاری۔ مسز اور مسٹر خلافت حسین صاحب کے تہ دل سے مشکور ہیں۔ اور ان کے واسطے دُعا کرتے ہیں۔

سب سے اول قابل ذکر یہاں کے مولانا مولوی **عبدالماجد** صاحب پروفیسر جوبلی کالج ہیں جو اُس علاقہ کی انجمن احمدیہ کے پریسیڈنٹ ہیں مولوی صاحب موصوف علوم عربیہ کے فاضل سلسلہ نقشبندیہ کے طریق پر پہنچے ہوئے علاوہ علم ادب عربی و فارسی کے ماہر ہیں اور تصوف کے رنگ میں رنگین ہیں ان کا وجود بہ سبب ان کے اتقاء زہد اور عبادت کے بہت ہی بابرکت ہے جماعت احمدیہ کے ممبران کے واسطے وہ ایک نعمت ہیں کہ اس قحط الرجال کے زمانہ میں ایسا شخص ان کو مل گیا۔

بابو **اختر علی صاحب** کورٹ انسپکٹر پولیس اخلاص و محبت میں گداز ہیں اور ان کے گھر کے تمام زن و مرد ان کے بھائی اور چھوٹے بچے بھی ان کے رنگ میں رنگین ہیں۔ بابو صاحب کے چھوٹے بچے کس شوق اور محبت کے ساتھ اشتہار تقسیم کرتے پھرے اور ہماری خدمت کے واسطے ایسی مستعدی کے ساتھ متوجہ رہے کہ بے اختیار دل سے ان کے لئے دُعا نکلتی ہے۔ اے خدائے رحیم کریم ان بچوں کو دین کی خدمت کے واسطے چمکتے ہوئے ستارے بنا۔ اور بخش کر دینی اور دنیوی نعمتوں سے تیرا فضل ہمیشہ انھیں متمتع کرتا رہے آمین۔ حکیم **خلیل احمد** صاحب ایک خوش صورت اور پسندیدہ سیرت نوجوان اس جماعت کے سکرٹری ہیں اللہ تعالیٰ آپ ان کی ضرورتوں کا کفیل ہو۔ اور ان کی دلی مرادیں برلائے۔ مولوی **احسان الحق** صاحب بی۔ اے پیشکار کے چہرے سے جو نیکی اور اخلاص کا اظہار ہوتا ہے وہ ان پر حق تعالیٰ کا خاص احسان ہے۔ اے محسن حقیقی تو اس عزیز دوست پر اپنے فضل بیش در بیش کر۔ آمین۔ منشی **محمد سعید الحسن** صاحب مختار جنھوں نے اپنے باپ کا ایک شاندار مکان مسجد بنا کر انجمن احمدیہ کے سپرد کر دی ہے۔ اور اس طرح نہ صرف اپنے لئے بلکہ اپنے بزرگوں کے واسطے ایک دائمی ثواب کا ذریعہ بنا دیا ہے۔ مختار صاحب عام مناظرہ میں ایک خاص لیاقت رکھتے ہیں۔ مخالفین کے سوالات کا حاضر اور مختصر جواب دینا انھیں خوب آتا ہے خدا تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو۔ حکیم **محمد حسن** صاحب سورج گڈھ اپنے اندر ایمانی قوت کا ایک خاص جوش رکھتے ہیں حکیم **عبدالحی** صاحب جو بیگو سرائے میں رہتے ہیں۔ عزیز نسیم احمد صاحب عرف **منظور عالم** جو قادیان بھی ہو گئے ہیں اور جوشیلے نوجوان ہیں یہاں ہیں عزیز دوست **عبدالغفار خاں** سب انسپکٹر پولیس۔ مگن شاہ آبادی کی ملاقات سے خاص عزت حاصل ہوئی اور برادر عزیز **عبدالعزیز** پیرپ ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب ہمارے ہماری ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ ان کے علاوہ بعض دیگر احباب کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ حکیم ابوالاحمد صاحب۔ حکیم سعید الحق صاحب مولوی اکرام الحق صاحب شیخ ماجد حسین صاحب۔ شیخ عبدالنعیم صاحب۔ شیخ محمد جان صاحب۔ شیخ رحیم اللہ صاحب۔ سید علی کریم صاحب شیخ عبدالرحمن صاحب۔ شیخ طفیل احمد صاحب محمد سلطان احمد صاحب۔ ولایت شاہ صاحب شیخ اوجو صاحب شیخ علی بخش صاحب۔ شیخ ابوالحسن صاحب۔ منشی عبدالمجید صاحب محمد حبیب صاحب محمد عیسیٰ صاحب۔ محمد نور صاحب۔ حبیب الرحمن صاحب محمود احمد صاحب سید عبدالعزیز صاحب شیخ ولایت حسین صاحب شیخ علی جان صاحب۔ شیخ عابد حسین صاحب شیخ محمد یحییٰ صاحب سید اکبر حسین صاحب۔ شیخ عبدالرؤف صاحب شاہ محمد اشرف صاحب شیخ رسول بخش صاحب شیخ صابر علی صاحب شیخ جماعت علی صاحب۔ رحیم بخش صاحب مولوی آصف حسن صاحب۔ طالب کریم صاحب۔ مولوی علی حسن صاحب

ایک عزیز دوست کا ذکر رہ گیا ہے نہ اسواسطے کہ وہ مجھے یاد نہیں بلکہ اس لئے کہ ان کے ذکر میں ایک

خصوصیت ہے۔ ان کا اسم گرامی ہے

مولوی ماسٹر محبوب علی صاحب

ماسٹر صاحب موصوف بشمولیت اپنے فرزند ارجمند عزیز فضل الٰہی قمر الہدیٰ مذکورہ بالا شہروں کے سفر میں ہمارے برابر رفیق راہ رہے۔ مونگیر۔ جمال پور۔ سورجگڈھ۔ اور ین۔ بھاگلپور ہر جگہ وہ ہمارے ساتھ ساتھ تھے۔ ایکدم ان کو ہماری جدائی ہرگز منظور نہوئی۔ انھیں دیکھ کر مجھے بلانوالہ کے چودھری اللہ داد خانصاحب یاد آگئے جنھوں نے دورہ امرتسر میں اسی طرح رفاقت کا حق ادا کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ اللہ داد کو اپنا محبوب بناوے۔ اور محبوب علی کو اپنی داد و دہش سے ایسا بھرپور کرے کہ وہ کسی کا محتاج نہو۔ ماسٹر صاحب کے ایک فرزند رشید شمس الہدیٰ بھی احمدی ہیں اور نیز ان کے داماد محمد عبد العزیز بھی داخل بیعت ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو استقامت عطا فرماوے۔ آمین ثم آمین

یہ جماعت ہمیشہ اپنی وسعت کے مطابق تبلیغ کا سلسلہ اپنے علاقہ میں جاری رکھتی ہے چنانچہ اس کا ایک اشتہار اس جگہ بطور نمونہ کے درج کیا جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اتمام حجت

معزز ناظرین۔ میں آپ کو قسم دیتا ہوں اور افضل الرسل و خاتم الانبیاء حضرت محمد صلعم کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ اس نبی کی خاطر ہمارے اس اشتہار کو بنظر انصاف اور بغور پڑھیں ضرور پڑھیں آپ نے ہماری کھلی چٹھی مورخہ ۲۲- مارچ سنہ ۱۹۱۰ء کو ضرور پڑھا ہوگا جماعت احمدیہ نے جس صلح اور امن پسندی کیساتھ انجمن حمایت اسلام مونگیر کو مخاطب کیا اور اظہار حق کا طریقہ پیش کیا انجمن مذکور نے ذرا بھی اس کی طرف توجہ نکی باوجود گذر جانے میعاد مقررہ ہنوز کوئی جواب شائع نہیں کیا۔

اب ہمارا حق ہے کہ پبلک کے سامنے اراکین انجمن کے بیجا کارروائیوں اور دل آزار حرکتوں کو پیش کر کے رسل و رسائل کا دروازہ بند کر دیں۔ مگر انجمن مذکور کے معزز اراکین میں سے بعض نے بھاگلپور میں پراونشیل کانفرنس کے موقع پر مسٹر سید علی امام صاحب بارسٹرایٹ لا و نواب سرفراز حسین صاحب خان بہادر کے سامنے ایسا ظاہر کیا کہ وہ لوگ ایسے امور سے جن کا بانی مبانی سوائے ان کے کوئی اور نہیں ہو سکتا فی الحقیقت ناواقف ہیں۔ والامر بالعکس۔ اور مولوی صاحبوں کی دل آزار و فساد انگیز تقریروں کے بارے میں بیان کیا کہ "انکی اصلاح ناممکن ہے اور آجکل کے مولویوں کی جو حالت ہے وہ معلوم ہے۔" گو عذر گناہ بدتر از گناہ اس عذر سے وہ بری الذمہ نہیں ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ انجمن آپ کی ممبر آپ کے میر مجلس آپ مگر کوئی مولویصاحب کچھ بولیں تو اس کے آپ ذمہ دار نہیں !۔ آپ کے سامنے احمدیوں اور ان کے امام کی توہین کیجاوے مغویانہ تقریریں ہوں جس کے باعث ہملوگوں کو ایک غول ان کے بدخواہوں کا برافروختہ ہو کر گھیرے۔ لیکن آپ یا کوئی اور صدر اور سکرٹری صاحب بیٹھے منھ دیکھا کریں اور وہ ملزم نہوں ! وہ تو خیریت ہوئی کہ وقت پر پولیس آگئی نہیں تو نقض امن میں کوئی کسر باقی نہ تھی کیا ہی اچھا جواب دیا تھا مسٹر علی امام صاحب نے کہ "یہ عذر آپ کا بےکار ہے۔ کیونکہ اگر کوئی شخص آپ کی انجمن میں آکر کسی شخص کو برا بھلا کہے تو دراصل اس فعل کا مرتکب وہ نہوا بلکہ عین آپ ہوئے۔" بہرحال ہم اسوقت انجمن کی نسبت کچھ لکھنا نہیں چاہتے۔ اور امید کرتے ہیں کہ انجمن ٹھوکریں کھاکر اپنی اصلاح آپ کرے گی۔

ہاں۔ اب ہمکو مولوی عبد الوہاب صاحب کی طرف توجہ کرنا ضرور ہے کیونکہ وہی بنگ سارے فساد اور اشتعال طبع کے مظہر ہیں اور اُن کی ہی ذات سے ساری پیچیدگیاں وقوع میں آئی ہیں ان کو سلسلہ حقہ احمدیہ کے خلاف سنہ ۱۹۰۶ء سے جوش پیدا ہوا ہے۔ انھوں نے اسوقت سے آجتک اغواء اور فساد و اشتعال طبع میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا ہے۔ وہ عوام الناس کو اپنی نام تقریروں کے ذریعہ احمدیوں کے خلاف ہمیشہ ابھارتے رہے ہیں۔ چنانچہ اس سال بھی انجمن کے سالانہ جلسہ میں ایسی آتش فشانی کی کہ تقریباً دو تین سو آدمی ہمارے بنگلہ میں گھس آئے جنکو پولیس نے دفت پر منتشر کیا انکی اشتعال طبعی و شعلہ انگیزی یہانتک بڑھی کہ بالآخر مجبور ہو کر سب انسپکٹر پولیس نے بذریعہ رقعہ کے ان کو روے سخن اور طرز تقریر کے بدلنے کا حکم دیا۔

جب انجمن احمدیہ نے اُن کو باضابطہ فیصلہ اور مباحثہ کیطرف بلایا تو ہمیشہ آرے بلے کرتے رہے اور کوئی نہ کوئی ہیچ لگاتے رہے جس کے ثبوت میں ہمارے پاس اُن کے دستخطی خطوط و اشتہار موجود ہیں جو وقت پر شائع کئے جاویں گے۔ جماعت احمدیہ نے جناب مولانا حضرت شاہ محمد سرور صاحب احسن المناظرین و مفسر قرآن کریم کو دار الامان قادیان سے بغرض مباحثہ بلوا دیئے اور اپنا وکیل بناکر پیش کرنے کا وعدہ کیا تو شاید قادیان شریف کے ایک جید عالم کا نام سنکر مولوی عبد الوہاب صاحب کے دل میں دھڑکا پیدا ہوا اس لئے مولوی صاحب موصوف وہی پرانی چال چلے جس سے گریز کی بو آتی ہے اور اپنے مجمع میں یہ کہا کہ مولوی عبد الماجد صاحب بھاگلپوری کو بلاؤ ہمکو زیادہ غرض اُنھیں سے ہے وہیں کا حق زیادہ ہوتا ہے۔ ناظرین آپ سمجھ لیں کہ یہ گریز ہے یا نہیں۔ جماعت احمدیہ جس شخص کو اپنا وکیل بناکر پیش کرے اُسی سے اُن کو مباحثہ کرنا چاہئے۔ مولوی عبد الوہاب صاحب کو اگر کسی خاص شخص کی (بزعم خود) اصلاح منظور تھی تو اُن سے خط و کتابت کی ہوتی جماعت احمدیہ اگر مولوی صاحب سے یہ کہے کہ وہ اپنے فرقے کے کسی بزرگ عالم کو جن کا اثر کسی خاص گروہ پر ہو اولاً اُنھیں سے مباحثہ ہو۔ ثانیاً آپ سے تو ہمارے اس مطالبہ کا جواب مولوی عبد الوہاب صاحب کیا دینگے۔ کیا اولاً وہ اپنے اس بزرگ اور مقتدا عالم کو پیش کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں فما ھو جوابکم ھو جوابنا

قبل اس کے کہ مولوی عبد الوہاب صاحب جناب حضرت مولانا مولوی ابو المجد محمد عبد الماجد صاحب مدظلہ العالی سے مباحثہ کریں ان کے لئے بہتر ہوگا کہ وہ مولانا مولوی ابو المجد محمد عبد الماجد صاحب کے صاحبزادہ جناب مولانا ابو الفتح محمد عبد القادر صاحب مولوی فاضل جنھوں نے عربی میں آنرز کی ڈگری یونیورسٹی پنجاب سے حاصل کی ہے اور ہر صورت میں مولوی عبد الوہاب صاحب پر علمی فوقیت رکھتے ہیں اور حسن اتفاق سے آجکل وطن ہی میں ہیں۔ اُن سے اولاً مباحثہ کریں۔ اگر اُن کو حق کی تلاش ہوگی تو وہ ضرور مولانا مذکور الصدر سے مباحثہ کرینگے۔ ہاں خاص حضرت مولانا مولوی عبد الماجد صاحب کا مقابل اُن کو تسلیم کرنے میں ہمیں بوجہ معقول کلام ہے۔ اس لئے کہ مثلیت و عدم مثلیت کی شرط ضرور ہے اور ہر آدمی قابل خطاب نہیں گو مولوی عبد الوہاب صاحب مونگیر کے عوام الناس کے نزدیک مشاہیر علماء میں ہیں۔ مگر ان لوگوں کو اس تحقیقات سے کیا تعلق ہے! بخدا لا یزال علوم دینیہ سے ان کو بہت کم حصہ ملا ہے۔ بہرکیف وہ قابل ہونگے یا نہیں تو مولانا مولوی عبد الماجد صاحب کے صاحبزادے تو بدرجہ اولیٰ بارجائینگے۔ پھر بات ہی کیا ہے جو اس کو منظور نہ کیا جائے؟

مگر قبل از مناظرہ بطور موازنہ استعداد کے چند (۱) آیات قرآنی فصیح اور سلیس آسان عربی زبان میں ایسی تفسیر جو معارف دینیہ پر مشتمل ہو لکھنے کے لئے دونوں صاحبوں کو ایک ہی جلسہ میں

باتفاق ثالث فریقین دی جاینگی (۲) وقت معین کر دیا جائیگا۔ (۳) اور وقت کے گذرتے ہی پرچے لے لئے جائینگے۔ (۴) دونوں پرچے امتحان کے لئے ڈاکٹر جوزف ہارووٹز پی۔ ایچ۔ ڈی۔ یا مولانا عبد الحق بغدادی ازہری وارشد تلامذہ شیخ محمد عبدہٗ فاضل مصری مرحوم پروفیسران عربی مدرسۃ العلوم علیگڈھ کے پاس بھیجدئے جائینگے تاکہ معلوم ہو جائے کہ علمی مساوات مولوی عبدالوہاب صاحب کو مولانا مولوی عبد الماجد صاحب کے صاحبزادہ کے ساتھ ہے یا نہیں۔ اور اگر وہ عربی زبان میں تفسیر لکھنے پر قادر نہوں اور اپنے عجز کا اعتراف تحریری طور پر کردیں تو کم از کم دو گھنٹے تک کسی آیت قرآنی پر جسکو فریقین کے ثالث تجویز کر دیں کھڑے ہو کر عربی زبان میں تقریر کریں اور اس طرح مولوی ابو الفتح صاحب مولوی فاضل بھی اُسی پابندی کیساتھ تقریر کرینگے۔ اور بہ فیصلہ ثالث مقبولہ فریقین ان دونوں صاحبوں میں سے جو شخص ناکامیاب ہوگا اُسکو قطعًا ناقابل خطاب سمجھا جائیگا۔ اور آئندہ اُس کو یہ حق نہوگا کہ مباحثہ کا نام لے۔ بلکہ اُس کو لازم ہوگا کہ ثانیًا مباحثہ کے لئے اپنے اُستاد یا پیر کو پیش کرے۔

پس مولوی عبدالوہاب صاحب کے لئے یہ ایک زریں موقع ہے جس کے لئے اُنکو طیار ہونا چاہئے۔ کیونکہ اس سے بہتر ذریعہ احقاق حق اور ابطال باطل کا کوئی اور نہیں ہو سکتا ہے۔ اس لئے کہ (۱) اس طرح پر کہ وہ دین کا بھی حق ادا کر سکتے ہیں (ب) مونگیر اور بھاگلپور کی خصوصیت بھی ہو جائیگی (ج) اور بصورت اُن کی کامیابی کے اُن کو یہ بھی فائدہ ہوگا کہ طبقۂ علماء میں جو یہ خیال راسخ ہو رہا ہے کہ مولوی عبدالوہاب صاحب کو منطق میں تو شاید شد بد ہو لیکن دیگر علوم بالخصوص علم الٰہیات سے تو بالکل بے بہرہ ہیں دور ہو جائیگا۔ ہر حال میں اُن کا فائدہ ہی فائدہ ہے۔ اب ایسی حالت میں پھسلنا اور لیت و لعل کرنا ہرگز ایمانداری کے شایاں نہیں۔ وہی انصاف فرماویں کہ اُنھوں نے از خود بغیر سابقہ تحریک جماعت احمدیہ کے ایک مدت سے ناحق کی چھیڑ چھاڑ اور پرخاش شروع کی ہے (سپر طرہ یہ کہ دست پیچھے بھی سامنے آتے بھی نہیں!) عوام کالانعام کو ہمیشہ بہکا کر آمادۂ فساد کرتے ہیں کبھی خطوط میں دھمکیاں دیتے ہیں۔ کبھی زبانی الفاظ ناشائستہ کہلا بھیجتے ہیں کبھی اپنی تقریروں میں دل آزاری یا یوں کہئے کہ مردم آزاری سے کام لیتے ہیں۔ بایں ہمہ جب کبھی اُنھیں فیصلہ کے لئے بلایا گیا تو ”کنی کتراتے رہے“

اب یہ آخری اطلاع دیجاتی ہے کہ اس طریق سے وہ آخر ماہ مئی سنہ ۱۹۰۹ء تک فیصلہ کر لیں ورنہ آئندہ کے لئے وہ اپنی ساری لن ترانیاں وکلمات دلخراش کا نکالنا موقوف کردیں۔ اس کے بعد انکو قابل خطاب نہ سمجھ کر اُن کے کسی مراسلہ یا اشتہار کا جواب نہ دیا جاویگا۔ باز نہ آنے کی صورت میں ان کے اشتعال طبعی کی ناچار ہم لوگ اپنی عادل گورنمنٹ سے داد چاہینگے۔ اور ہر طرح کی چارہ جوئی جس کی اجازت سلطنت کا قانون دیگا، عمل میں لائی جاویگی ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین

المعــــــلن

حکیم خلیل احمد سکرٹری انجمن احمدیہ مونگیر۔ مورخہ ۳۰- اپریل سنہ ۱۹۰۹ء

نوٹ (۱) تمام ایسے جملے یا الفاظ جن پر خط کھینچے ہوئے ہیں وہ مولوی عبدالوہاب صاحب کے اپنے الفاظ ہیں۔ مولوی صاحب رنجیدہ نہوں کیونکہ وہ صدائے بازگشت ہیں

(۲) مبادا کوئی جلد باز ہمارے اس اشتہار سے یہ نتیجہ نکالے کہ ہمیں محض نمایش منظور ہے کیونکہ یہ طریقہ آزمایش کا جو ہمنے اختیار کیا ہے وہ عین مولوی عبدالوہاب صاحب کا منظور کردہ اور مجوزہ طریقہ ہے اور جبپر مولوی عبدالوہاب صاحب کا بڑا ہی اصرار رہا ہے ورنہ اپنا تو یقین بلکہ ایمان ہے کہ مذہبی علوم اور خداشناسی کی راہ میں کسی ظاہری رسمی مولویانہ فضیلت کی اصلا ضرورت نہیں۔ آتشی شیطان جسکو معلم الملکوت کہتے ہو وہ راندہ گیا اور خاکی آدم کو تاج خلافت سے مشرف کیا گیا اور ایک اُمّی کو افضل الرسل بناکر بھیجا گیا۔ علاوہ بریں قرآنی علوم اُسی شخص کو دئے جاتے ہیں جو پاک باطن ہو جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے لا یمسہ الا المطھرون

(۳) واضح ہو کہ ماہ مئی کی قید اس لئے لگائی گئی ہے کہ وہ زمانہ مولوی عبدالوہاب صاحب کی فرصت کا ہے اور اس زمانہ میں مولانا ابو الفتح محمد عبد القادر صاحب مولوی فاضل بھی تشریف رکھینگے۔ نیز مولوی عبدالوہاب صاحب نے اس ماہ میں آنے کا وعدہ بھی اپنے اشتہار وغیرہ میں فرمایا ہے۔

بھاگلپور سے رخصت کے وقت سب دوست اسٹیشن پر موجود تھے جن کی تر آنکھیں بتلا رہی تھیں کہ دو چار روز کی محبت نے ان کے دلوں پر کیا اثر کیا دعا کر کے ہم سب کے ساتھ بغلگیر ہوکر رخصت ہوئے۔ اور صبح

بنارس پہنچے

جہاں کے معزز دوست اسٹیشن پر ہمارے استقبال کے واسطے موجود تھے۔ بنارس ہندوؤں کا متبرک شہر جسکو کاشی بھی کہتے ہیں اور جس کا نام کچھ عرصہ محمد آباد بھی رہ چکا ہے دریائے گنگا کے کنارے پر واقع ہے۔ ہندوؤں کے جسقدر مقدس شہر ہیں وہ سب کے سب کسی دریا کے کنارے پر واقع ہیں جس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ جس زمانہ میں اس قوم میں روحانیت پھیلی ہوئی تھی اور خدا تعالیٰ کی عبادت کا ذوق و شوق بعض بزرگان دین کو ایک راہبانہ زندگی کیطرف کشاں کشاں لیجاتا تھا ان دنوں میں وہ بزرگ وضو اور غسل اور دیگر حوائج کے سبب نیز خوش منظری کے سبب دریا کے کنارے اپنی عبادت گاہ بناتے تھے اور ان کی کشش رفتہ رفتہ لوگوں کو کھینچ کر وہاں لاتی اور ایک شہر بسا دیتی۔

بنارس کے اگر مندروں کو دیکھا جاوے تو جائز ہوگا کہ اُس کا نام بتوں کا شہر رکھا جاوے قدم قدم پر بتخانہ موجود ہے۔ غالبًا پُجاری پوجا کرنے والے اتنی تعداد میں نہونگے۔ جتنے کہ پتھر پوجا کرنے کی نیت سے اس شہر میں رکھے ہوئے ہیں پندرہ سو سے زائد مندر ہیں ہمارے معزز دوست بخشی عبد الرزاق صاحب نے اس کے بہت سارے حصّہ کی سیر کرائی مسلمانوں کے واسطے سب سے زیادہ دلچسپی کی دو جگہیں ہیں اور وہ دونوں مسجدیں ہیں۔ ایک مسجد تو دریا کے کنارے پر جو ریل کی سواریوں کو دور سے نظر آتی ہے عین بتخانوں اور مندروں کے سر پر سب سے اونچی جگہ پر یہ مسجد بنائی گئی ہے کسی زمانہ میں تو بہت ہی آباد ہوگی مگر اب یہ حال ہے کہ اس سے ایک میل کے دائرہ کے اندر کسی مسلمان کا گھر نہیں پھر بھی بعض مسلمان ہمت کر کے نماز جمعہ وہاں جا ادا کرتے ہیں۔ نیچے سے لیکر اس مسجد کے مینار کے سر تک ۲۶۲ سیڑھیاں ہیں۔ دوسری مسجد بھی ایک مشہور مندر کے سر پر ہے۔ بلکہ مندر کے ایک حصّہ کو کاٹ کر بنائی گئی ہے۔ مسجد و مندر پہلو بہ پہلو صمد و صنم کی عبادتوں کا نظارہ دکھلا رہے ہیں۔ بنارس کے سنیاسی پجاریوں کے کپڑے اُتارنے میں مشہور ہیں اُن سمیت یہاں کی چار چیزیں بدنام ہیں۔ ع

رانڈ۔ سانڈ سیڑھی۔ سنیاسی
ان سے بچے سیوا تو کاشی

بہت سی رانڈ عورتیں ترک وطن کر کے وہاں جا رہی ہیں۔ لب دریا سیڑھیاں چڑھتے اُترتے آدمی تھک جاتا ہے۔ سانڈ اب بہت نظر نہیں آتے ممکن ہے پہلے ہوں

بنارس میں پتھر بہت کثرت سے ہے۔ تمام گلی کوچوں میں پتھر کا فرش ہے اور فرش کے نیچے سے بدرو چلتے ہیں۔ اسی سبب کسی نے کہا ہے ؏

کلکتہ کل پر۔ بنارس نل پر

کلکتہ کے متعلق تو ہمارے معزز دوست میر قاسم علی صاحب شہادت دے سکینگے کیونکہ جب میں اور مولوی سرور شاہ صاحب .. بدیں وجہ احباب کلکتہ کی درخواست قبول نہ کر سکے کہ حضرت خلیفہ صاحب کی ہمکو اجازت نہ تھی احباب کے مشورہ سے میر صاحب نے کلکتہ جانا منظور کیا اور جمال پور سے وہ اسطرف تشریف لے گئے۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ بنارس بالکل نل پر واقعہ ہے۔

بت پرستی کی عقل

کا ایک عجیب نمونہ وہاں دیکھنے میں آیا۔ ہم شہر کی ایک مسجد کو دیکھنے کے واسطے گئے وہاں سے لوٹتے ہُوے میرے رفقاء ہنوز کوچہ کے اندر تھے۔ میں جلدی سے بازار میں نکل آیا۔ سامنے ایک بت تراش کی دوکان تھی جس میں کئی ایک ہندو پتھروں کو آگے رکھے ہُوے لوہے کے ہتھیاروں کے ساتھ بت تراش رہے تھے میں اس دوکان پر کھڑا ہُوا جو بت تراش سب سے باہر قریب تھا اُس کے ساتھ میری مفصلہ ذیل گفتگو ہوئی :-

صادق "تم کیا کر رہے ہو؟"

بت تراش - "مورتیاں بناتے ہیں"

صادق - "پھر ان مورتیوں کو کیا کرتے ہو؟"

بت تراش - "لوگ لیجاتے ہیں"

صادق - "کون لوگ؟"

بُت تراش - "ہندو لوگ"

صادق - "وہ کیا کرتے ہیں؟"

بُت تراش - "ان کی پوجا کرتے ہیں"

صادق "کیا تُم بھی پوجا کرتے ہو؟"

بت تراش - "ہاں ہم بھی کرتے ہیں"

صادق "عجیب - اپنے ہی ہاتھ سے بناتے ہو اور آپ ہی پوجا کرتے ہو"

بت تراش - "واہ صاحب ہم ہی ان کی پوجا نہ کریں تو پھر لوگ ہم سے خریدیں کیوں"

اتنے میں میرے رفیق پہنچ گئے۔ ہم نے کہا یہ بت پرستی کے واسطے عجیب دلیل ہے۔

بنارس کب سے ہے

اس میں شک نہیں کہ بنارس بہت ہی پورانا شہر ہے۔ پانچویں صدی یسوعی کے چینی سیاح نے بھی اس کا ذکر اپنے سفرنامہ میں کیا ہے۔ غالبًا آریاؤں سے پہلے ڈروڑی قومیں یہاں آباد ہوئیں۔ بعض کا خیال ہے کہ کاشی ان آریاؤں کا نام تھا جنھوں نے پہلے اس علاقہ پر قبضہ جماکر پورانے باشندوں کو خارج کیا اسوجہ سے اس کا نام کاشی ہوا بنارس کے متعلق ایک دوست نے مجھے ایک کتاب دکھلائی۔ جس میں مینے پڑھا ہے کہ اس کو ان

قدیم آریاؤں

نے یسوع سے ایکہزار سال پہلے آباد کیا تھا۔ جو کہ وسط ایشیا سے یعنی اور شمال سے آئے تھے۔ اور اپنے نورانی بزرگوں کی طرح سورج کی پرستش کرتے تھے۔ گائے کا گوشت کھاتے تھے اور گھوڑے کا گوشت بھی کھاتے تھے۔ شراب پیتے تھے اور ان کے ہاں ایک عورت کے کئی خاوند ہوتے تھے۔ (غالبًا نیوگ کی رسم اسی کا بقیہ ہے۔) اور قدرتی طاقتوں کے نظارے اُن کے معبود تھے۔ یہ سب کچھ ہُوا۔ لیکن ہندوؤں کی ایک کتاب میں اس کی ابتداء کی ایک عجیب کہانی دیکھنے میں آئی... اُس میں لکھا ہے کہ ابتدائے آفرینش میں دیوتاؤں کی پوجا پاٹھ کے واسطے ایک لنگ بنایا گیا تھا وہ ابتداء میں چھوٹا تھا مگر پھول کر بڑا ہو گیا اور وشنو نے اس کے اردگرد مٹی جمع کردی اور اُس مٹی کا نام زمین ہوا۔ یہ ہے زمین کی پیدائش کا راز۔ سبحان اللہ۔ ان کتابوں کے مصنفین کی اولاد کج اسلام پر ہنسی کرتی ہے۔ اور کہتی ہے کہ تمام سائنس اور علوم ہمارے ہی بزرگوں کی تصانیف میں موجود ہیں۔ اور لطف یہ کہ جس کتاب میں یہ قصہ ہے اُس کے مصنف ویداوادیاسین صاحب ہیں جو ویدوں کے بھی مولف مانے گئے ہیں۔

اس سفر میں بنارس دراصل ہمارے پروگرام میں شامل نہ تھا۔ لیکن بنارس میں چند ایسے مردان خدا رہتے ہیں (جن کا ذکر خیر آگے آئیگا) جن کی روحانی کشش کا تقاضا، تھا کہ ہمارے لئے وہاں اُترنے اور ٹھہرنے کے اسباب بنجائیں۔ اور وہ اس طرح سے ہے کہ ضلع بنارس کے متصل ضلع اعظم گڈھ میں ایک گاؤں

چڑیاکوٹ

نام ہے وہاں عبرانی زبان کے ایک بڑے فاضل جناب مولوی عنایت رسول صاحب مرحوم گذر چکے ہیں جن سے سرسید احمد نے بھی قرآن شریف کی بعض آیات کی تفسیر میں مدد حاصل کی تھی۔ ایک زمانہ میں مولوی صاحب موصوف کے ساتھ عاجز کی بھی کچھ خط وکتابت ہوئی تھی اور مجھے شوق تھا کہ کبھی موقعہ ہو تو ان کی ملاقات کروں چنانچہ اس امر کے واسطے میں حضرت خلیفۃ المسیح سے اجازت حاصل کر گیا تھا۔ یہی وجہ اصل میں بنارس اُترنے کی ہوئی۔ بنارس سے راستہ وغیرہ کا پتہ لگا کر میں چڑیاکوٹ گیا۔ چونکہ یہ مقام ریل سے فاصلہ پر ہے اسواسطے دن بھر راستہ میں لگ گیا۔ راستہ میں چند آدمیوں کو دیکھا کہ زمین کھود رہے ہیں گاڑیبان سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ چوہے خوار قوم ہے۔ زمین میں سے کھود کر چوہا نکالتے ہیں اور کھاتے ہیں۔ اس قوم کا نام مُسَنِّیا تبلایا گیا۔ مغرب کے قریب میں چڑیاکوٹ پہنچا مولوی عنایت رسُول صاحب فوت ہو گئے ہیں ان کے صاحبزادہ اور مولوی معصوم علی صاحب اور ان کے بھانجے بڑے خلق سے ملے رات بھر میں اُن کے پاس رہا بہت خاطر داری سے پیش آئے اور مجھے مولوی صاحب مرحوم کی تصنیف بنام

بُشریٰ

کا مسودہ دکھایا جس کو مینے عمومًا سرسری نگاہ سے اور بعض مقامات کو نظر غور سے پڑھا۔ اس کتاب میں توریت اناجیل اور صحف انبیاء میں سے آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب اور خلفاء کی نسبت بہت سی پیشینگوئیاں نہایت خوبی کے ساتھ عالمانہ رنگ میں نکال کر دکھائی گئی ہیں۔ توریت کے الفاظ اصل عبرانی میں درج کئے گئے ہیں پھر اُن کا ترجمہ کیا گیا موجودہ مروجہ تراجم کی جا بجا غلطیاں ظاہر کی گئی ہیں یہ کتاب ..۹ صفحہ کے قریب ہے۔ افسوس ہے کہ مصنف مرحوم کو اُسے چھپا ہوا اور شائع شدہ دیکھنے کی خوشی حاصل نہوگی مگر ان کے پسماندگان کا ارادہ مصمم ہے کہ اس کتاب کو شائع کریں۔ مُسلمانوں کو چاہئے کہ اس کتاب کی اشاعت میں دل وجان سے سعی کریں۔ کیونکہ اس سے دین محمدی کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔ اگر یہ کتاب

چھپ گئی تو میں اپنے ناظرین کے پاس بڑے زور سے سفارش کرونگا کہ وہ اُس کو خریدکریں اور اپنے دوستوں کو اُس کی خریداری کے لئے تحریک کریں۔ باوجود اس ضخامت کے ان کا ارادہ نہیں کہ اس کتاب کی بہت بڑی قیمت رکھیں۔ غالباً عہ فی نسخہ میں فروخت ہوگی اور یہ ایسی قیمتی اور نایاب کتاب کے واسطے کچھ بھی نہیں مرحوم مصنف کے پسماندگان جس خلق و محبت کے ساتھ عاجز سے پیش آئے اُس کے ذکر میں یہ بیان کرنا بھی ضروری جانتا ہوں کہ مرحوم کے کتب خانہ میں عبرانی زبان کی ایک ضخیم لغت کی کتاب تھی جس کے اوراق بہت بوسیدہ ہو رہے ہیں مگر بسبب اپنے مضامین کے وہ ایک عبرانی خواں کے واسطے مفید کتاب ہے یہ کتاب اُن بزرگوں نے نہ صرف مجھے دکھائی بلکہ تحفۃً دیدی۔ صرف اس واسطے کہ اس کا استعمال مرحوم کی روح کے واسطے موجب ثواب ہو راستہ میں مینے اُس کے پراگندہ اوراق کو جمع کر کے ترتیب دیا اور برادرم احمد علی صاحب ایم اے نے الہ آباد سے اُسے ایک خوبصورت جلد میں مجلد کرا دیا۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے۔

چڑیاکوٹ سے واپسی ریل میں ایک نوجوان ہندو میرے پاس آبیٹھا جس کے ساتھ

دیوتاؤں کی حقیقت

پر گفتگو ہوئی جس کا ذکر ناظرین کے لئے دلچسپی سے خالی نہوگا۔

صادق - " آپ کا کیا مذہب ہے ؟ "

ہندو " میں سناتنی ہندو ہوں "

صادق - " دیوتاؤں کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے وہ کون تھے انسان یا خدا ؟ -

ہندو " وہ ایشور کے اوتار تھے بالخصوص کرشن اور رامچندر "

صادق " مگر ان کی زندگی میں بعض ایسے واقعات نظر آتے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ کم از کم اُسوقت وہ ایشور تھے۔ ایشور کبھی اپنی صفات سے جدا نہیں۔ لیکن رامچندر جی مثلاً سیتا کو جنگل میں آوازیں دیتے پھرے اور تلاش کرتے پھرے "

ہندو " اس میں ایک مصلحت تھی "

صادق " ممکن ہے کہ مصلحت ہو لیکن جہانتک مینے غور کیا ہے اوتاروں کی مثال ایسی ہے جیسے کہ بجلی بعض ذرائع سے ایک تار کے اندر ڈال دی جاتی ہے تو وہ تار کا ٹکڑا معمولی تاروں کی طرح نہیں رہتا بلکہ ایسے عجیب کام اُس سے ظاہر ہوتے ہیں جو دوسرے تاروں سے نہیں ہو سکتے۔ اور ہم نہیں کہ سکتے کہ دوسرے ٹکڑوں کی طرح یہ بھی ایک تار ہے لیکن ہم یہ بھی نہیں کہ سکتے کہ یہ تار بجلی بن گیا ہے۔ اور دُنیا میں جو بجلی پیدا ہوئی ہے وہ سب اس کے اندر گھس گئی ہے۔ بلکہ سچ بات یوں ہے کہ بجلی بجائے خود اپنی جگہ قائم ہے اور اُس کی طرف سے ایک خاصیت اس ٹکڑے کو عطا ہوئی ہے۔ ایسا ہی خدا کے پیارے بندوں پر ایک الوہیت کی چادر ڈالی جاتی ہے اور وہ ایسے کام کر دکھاتے ہیں جو دوسرے انسان نہیں کر سکتے۔ لیکن وہ خدا نہیں بن جاتے بلکہ خدا تعالیٰ اپنی ذات میں دائم قائم ازلی ابدی ہے۔ میرے اس بیان کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے "

ہندو۔ " آپ نے جو فرمایا ہے یہ بالکل درست ہے دل اس بات کو قبول کرتا ہے۔

صادق - اب آپ یہ فرمائے کہ دیوتا صرف ہندوستان میں ہوئے یا دوسرے ملکوں میں بھی کیونکہ خدا تعالیٰ کی مخلوق ہر جگہ موجود ہے باقی ملک اس نعمت سے محروم نہیں ہونے چاہئیں۔

ہندو - " بیشک یہ معقول بات ہے کہ اور ممالک میں بھی دیوتا ہوئے ہوں "

صادق " ہاں دوسرے ممالک میں بھی دیوتا ہوئے۔ عرب اور شام کے علاقوں میں جو دیوتا گذرے ہیں ان کو اس ملک کی بولی کے مطابق نبی اور رسول کہتے ہیں انھیں میں سے ایک رسول محمدؐ نام ہوئے ہیں جو عرب کے ملک میں پیدا ہوئے تھے (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کو بھی ماننا چاہیئے " ہندو " بیشک سب دیوتا ماننے کے قابل ہیں چاہے وہ کسی ملک میں ہوئے ہوں "

صادق ۔ " اچھا کیا اس زمانہ میں بھی کوئی دیوتا ہے یا نہیں "

ہندو - " ہونگے تو سہی مگر مخفی ہیں "

صادق - " ممکن ہے مگر ایک ظاہر بھی ہوئے ہیں "

ہندو " (بڑے شوق سے) کہاں ہیں۔ کس جگہ ہیں ؟ "

صادق - " ان کا نام احمدؐ تھا یہ قادیان میں گذرے ہیں۔ تھوڑا عرصہ ہوا اس دُنیا کو چھوڑ گئے "۔

ہندو - " ان کے حالات کے متعلق آپ مجھے کچھ بتلا سکینگے "

صادق " ہاں میں ایک کتاب روانہ کرونگا اس سے آپ کو سب باتیں معلوم ہو جائینگی۔

اس ہندو کی ملاقات سے اور بنارس کے شہر کی سیر سے مجھے اس امر کی ضرورت معلوم ہوئی کہ یہاں کرشن اوتار کے مضمون پر جناب

خواجہ کمال الدین صاحب

کا ایک لیکچر ہو جاوے تو بہت ہی مفید ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اُمید ہے کہ احباب بنارس اس کے واسطے مناسب تحریک اور تجویز کرینگے۔

احباب بنارس

کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں مولوی الٰہی بخش صاحب جن کو یہاں کی جماعت کا صدر کہنا چاہئے بنارس کے ایک بہت پرانے مدرسہ کے ہیڈ مولوی ہیں سینکڑوں آن کے شاگرد ہیں۔ جس راستہ سے گذرتے ہیں سب ہندو مسلمان عزت کے ساتھ آپ کو سلام کرتے ہیں۔ اپنے تقویٰ اور خُلق کے سبب ہر جگہ عزت و تعظیم سے دیکھے جاتے ہیں بنارس سے سب سے پہلے یہی صاحب اپنے دوست محمد کریم خاں کے ساتھ قادیان تشریف لائے تھے فرماتے تھے کہ سب سے پہلے جو میں حضرت مسیح موعود کو عزت اور محبت کی نگاہ سے دیکھنے لگا اُس کا ذریعہ حضور کا ایک پورانا خط تھا جو کہ الحکم میں چھپا تھا جس میں کسی دعا کے درخواست کنندہ کو حضرت مرحوم و مغفور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا تھا کہ "ان دنوں میں بسبب مرض خارش تکلیف میں ہوں" فرمایا کہ اس فقرے پر میں حیران ہوا کہ ایک طرف مسیحیت کا دعویٰ اور دوسری طرف یہ سادگی اور صفائی کہ اپنی خارش کا حال خط میں لکھ ڈالا ہے۔ ایک بناوٹی آدمی ہرگز ایسا نہیں کر سکتا۔ اس سے میرا حسن ظن بڑھتا چلا گیا مولوی الٰہی بخش صاحب اپنے عزیز دوست منشی عبدالرزاق صاحب کے ساتھ اکتوبر سنہ ۱۹۰۷ء میں قادیان تشریف لائے تھے اور یہاں سے لاہور گئے تھے۔ ان دنوں میں حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے ان کو خط لکھا تھا جو کہ مولوی صاحب نے مجھے دکھلایا۔ فقط اشارہ کرتا تھا کہ یہ آخری ملاقات ہے۔ اس خط کی نقل درج ذیل ہے۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

میری تو یہی مراد اور یہی خواہش ہے کہ مولوی صاحب بواپسی اگر کم سے کم ایک ہفتہ اور قادیان

میں رہجائیں۔ اگر رخصت کم ہے تو بڑا سہل طریق ہے کہ آج ہی درخواست دیگر ہفتہ عشرہ کی اور رخصت منگوالیں۔ کیونکہ عمر کا ہرگز اعتبار نہیں ہوا کرتا۔ بہت ملاقاتیں ہیں کہ جو آخری ملاقاتیں ہوتی ہیں اور یہ تو مثل مشہور ہے کہ کار دنیا کسے تمام نکرد ؎

مکن تکیہ بر عمر ناپائدار ؍ مباش ایمن از بازیٔ روزگار

یہ تجویز جو میں نے پیش کی ہے مشکل نہیں ہے۔ مگر کچھ دن اس جگہ رہنا بہت ضروری ہے۔ اتنی دور دراز مسافت سے بار بار آنا اگرچہ عمر بھی باقی ہو مشکل ہے۔ والسلام۔

مرزا غلام احمدؐ - ۲۲ - اکتوبر ۱۹۰۷ء

محمد کریم خاں صاحب جو مولوی صاحب کے ایک پرانے دوست اور ان کے رنگ میں رنگین ہیں انھیں کی کوٹھی پر ہمارا قیام ہوا تھا جو ایک پُر فضا کھلے میدان میں واقعہ ہے خانصاحب موصوف کے فرزند ارجمند عبدالرشید خانصاحب بھی سلسلہ کے مخلص خادم ہیں بخشی **عبدالرزاق** صاحب پرجوش اور کارکن احمدی ہیں۔ بخشی صاحب نے ہمیں بنارس کی خوب سیر کرائی۔ وہاں کے مشہور کاریگر جلاہوں کا کارگہ بھی دکھلایا۔ اور گھاٹ کی بھی سیر کرائی وہ مسجد جو کہ تمام بتخانوں سے اونچا سر نکالے اب تک اسلامی توحید کا وعظ کر رہی ہے اُس کے مینار پر بھی چڑھایا جہاں سے سارا شہر نظر آتا ہے۔ وہاں بھی ہم نے باری تعالیٰ کے حضور دعا کے واسطے ہاتھ اُٹھائے۔ بخشی صاحب کے لائق فرزند خلیل الرحمٰن صاحب جو کبی۔ اے میں پڑھتے ہیں احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انھیں کامیاب کرے۔ اور عزیزان سعید الرحمٰن وحبیب الرحمن وفضل الرحمٰن بھی فضل رحمانیت سے حصہ لیں۔ یہاں کے ایک جوشیلے احمدی میاں شبراتی ہیں۔ شاید شب برات کو پیدا ہوے ہونگے اسواسطے ان کا نام ہوگیا۔ مگر حضرت عیسیٰؑ نے جو خدا کی بادشاہت کی مثال اُن عورتوں کے ساتھ دی ہے جو دولہا میاں کی برات کو لینے کے واسطے رات کو نکلیں تو اس لحاظ سے یہ صاحب صحیح معنوں میں شب براتی ہیں کیونکہ وہ آسمانی بادشاہت کی برات میں داخل ہوے۔ اور اُس برات کے دولہا کی خدمت میں راسخ الاعتقادی کے ساتھ حاضر ہوے۔

حکیم کریم بخش صاحب وحکیم خدابخش صاحب بڑے اخلاص سے پیش آئے۔ سید **حبیب شاہ** صاحب شاہ سوار ہو کہ ایک مسجد میں امامت بھی کرلیتے ہیں اور اپنی بھی ایک مسجد بنوائی ہے۔ گویا بنارس میں تین احمدیہ مساجد ہیں کیونکہ ایک اُس محلہ میں ہے جہاں مولوی الہی بخش صاحب وبخشی صاحب وخانصاحب رہتے ہیں۔ اور احمدی جماعت زیادہ تر یہیں جمع ہوتی ہے۔ سید صاحب ایمانی قوتوں کے شیدائی ہیں اور قدرت کے کھیل دیکھنے کا انہیں بہت شوق ہے۔ شاہ سواری بھی کرتے ہیں اور ایک ہوٹل بھی جاری کر رکھا ہے۔ جو اسٹیشن کے قریب ہے اور دوستوں کے نام یہ ہیں۔ میاں عید و صاحب میاں محمدؐ خالد صاحب۔ میاں نور محمدؐ صاحب میاں شکور محمدؐ صاحب میاں محمدؐ عثمان صاحب میاں محمدؐ عبدالعلیم صاحب محمدؐ سمیع خانصاحب محمدؐ اسمٰعیل صاحب۔ شیخ عالم شاہ صاحب۔ منشی شاہ سرن صاحب اس سلسلہ کے ساتھ بہت عقیدہ رکھتے ہیں۔ دُعا کی قوتوں کے قائل ہیں۔ اخبار بدر کے خریدار ہیں اور ضروریات سلسلہ میں چندہ بھی دیتے ہیں۔ اب ایک خاص دوست کا ذکر کر کے احباب بنارس کی فہرست کو میں ختم کرتا ہوں۔ اُن کا نام نامی ہے **عبدالواحد صاحب** یہ بزرگ مہاراجہ صاحب بنارس کے خانساماں ہیں حضرت کے پرانے خدام میں سے ہیں۔ سلسلہ کی مخلصانہ خدمت کے واسطے خدا تعالیٰ نے انھیں بڑا جوش دیا ہے۔ افسوس ہے کہ ہماری کشش ایسی زور آور نہ تھی کہ ان کی ملاقات نصیب ہوتی۔ اچھا یار زندہ صحبت باقی۔ خدا تعالیٰ ان کا اور تمام احباب بنارس کا حامی وناصر ہے۔

چڑیاکوٹ میں ایک ہی رات ٹھہر کر میں واپس بنارس آیا۔ چونکہ مولوی سید سرور شاہ صاحب کو چڑیاکوٹ جانے سے پہلے الہ آباد روانہ کیا تھا اس لئے میں بھی بنارس سے الہ آباد گیا جہاں ایک دن ٹھہرنے کا ارادہ تھا۔ مگر چونکہ قادیان کے ایک خط سے حضرت خلیفۃ المسیح کو چوٹ آجانے کی خبر مِل گئی تھی اسواسطے الہ آباد کا زیادہ قیام ملتوی ہوا۔ اور اگر مولوی سرور شاہ صاحب میرے ہمراہ ہوتے تو الہ آباد میں اُترنا بھی ملتوی کر دیا جاتا۔ لیکن رفیق راہ کا ساتھ لینا ضروری تھا۔ اسواسطے الہ آباد میں اُترے تو معلوم ہُوا . . . . . . کہ اُسی شب کے واسطے

مسلم ہال الہ آباد میں لیکچر

کا اشتہار ہوچکا ہے۔ مولوی سرور شاہ صاحب اس سے گذشتہ شب اسی جگہ تقریر کر چکے تھے اور اب بھی انھیں کا نام مشتہر کر دیا گیا تھا۔ لیکن چونکہ ہم زیادہ وہاں ٹھہر نہ سکتے تھے اور سب سے پہلی ڈاک گاڑی جو ہمیں مل سکتی تھی اُس میں واپس آنا ضروری تھا اسواسطے احباب نے اصرار کیا کہ رات کو میں ہی تقریر کروں۔ چنانچہ اُس شب سلسلہ نبوت کے ذریعے اسلام اور سلسلہ احمدیہ کی صداقت پر میں نے ایک تقریر کی۔ الہ آباد میں ہم اپنے پیارے دوست بابو محمدؐ عثمان صاحب قریشی اور مولوی احمد علی صاحب ایم۔ اے۔ کے مکان پر ٹھہرے ہر دو صاحب ایک ہی جگہ رہتے ہیں اور انھیں کی تحریک سے وہاں روزانہ درس قرآن شریف بھی ہوتا ہے۔ صبح کا کھانا ہم نے برادران عبدالعزیز ومحمدؐ فاضل صاحبان کے مکان پر کھایا اور الہ آباد کے دیگر احباب میر جیون علی وغیرہ سے بھی ملاقات ہُوئی اس مختصر قیام میں ہم الہ آباد میں چنداں پھر نہیں سکے۔ لیکن بھائی جان منشی عزیز الرحمٰن صاحب کی مہربانی سے جو آجکل نمائش میں کچھ کام کرنے کے واسطے وہاں گئے ہوے ہیں نمائش کی ساخت اور اُس کی عمارتوں اور سجاوٹ کا ایک حصہ دیکھنے کا موقعہ مل گیا۔ قادیان آتے ہوے راستہ میں پرتابگڈھ کے سٹیشن پر ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب نے اپنی زیارت سے مشرف کیا۔ عزیز صلاح الدین اور برادر محمد جلیل بھی ان کے ہمراہ تھے۔ اٹاوہ کے اسٹیشن پر سید ناصر علی صاحب۔ اور علیگڈھ کے اسٹیشن پر قاضی محمدؐ عبداللہ صاحب مرزا عزیز احمدؐ صاحب اور عزیز عبدالعلی صاحب ہماری ملاقات کے واسطے موجود تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے۔ کہ انھوں نے رات کے وقت ہماری محبت کیخاطر اس قدر تکلیف اُٹھائی۔

خلاصہ رپورٹ

اس سفر میں ہم نے آمد رفت میں دو ہزار سے کچھ زائد میل طے کئے۔ کل اٹھارہ دن خرچ ہوے دس جگہ قیام ہُوا اکیس لیکچر ہُوئے تین ہندو نو مسلم ہُوے۔ چودہ کس نے خطوط بیعت لکھے اخیر میں پھر ضروری ہے کہ میں

اللہ تعالیٰ کا شکریہ

کروں کہ اُس کے محض فضل اور رحمت سے اس سفر میں ہم پر بہت سے برکات نازل ہوے۔ علاوہ اس کے کہ ایک تعداد سلسلہ حقہ میں شامل ہوئی۔ اور اُنھوں نے بیعت کے خط لکھدئے۔ ایک بڑی جماعت کے دل سے شبہات دُور ہُوے۔ اللہ تعالیٰ نے

نے حضرت خلیفۃ المسیح کی دعائیں خدام کے حق میں قبول کیں اور ہماری کوششوں کو بارآور فرمایا۔ سفر کے فوائد میں سے ایک یہ ہے کہ بہت سے دوستوں کے ساتھ خصوصیت سے ملاقات اور واقفیت کا فخر ہم کو حاصل ہوا۔ علاقہ مونگھیر[1] و بھاگل پور کی جماعت میں جس قدر اخلاص ہم نے دیکھا وہ قابل رشک ہے۔ قاعدہ ہے کہ سفر میں دعا کے واسطے تحریک کا بہت ذریعہ ہوتا ہے۔ دو تین دفعہ مجھے خاص طور پر اس سفر میں دعا کے واسطے توفیق عطا ہوئی اور بہت دیر تک رہی۔ میں کس کس کا نام یہاں لوں اور نام لینا شاید مناسب بھی نہ ہو۔ حضرت مسیح موعود اور آپکے اہل بیت بالخصوص حضرت صاحبزادہ محمود احمد صاحب اور حضرت خلیفۃ المسیح سے چلکر ہر ایک مہاجر اور حاضر اور دور و نزدیک کے رہنے والے دوستوں کے واسطے میں نے دل کھول کر دعائیں کیں۔ جو احباب اس نابکار کے ساتھ محبت کا خاص تعلق رکھتے ہیں وہ کیوں کر بھول سکتے تھے۔ مگر حتے الوسع میں کسی کو بھی نہیں بھولا۔ اور ایسے وقت میں جب کہ دعا کا دروازہ مجھ پر کھولا گیا۔ میں احباب ذی شان کی تلاش میں ہندوستان سے باہر بھی نکلا اور افریقہ سے گزرتا ہوا امریکہ تک بھی پہونچا تاکہ سب کو اس دروازے سے ایک دفعہ گذار دوں۔ بندے کے اختیار میں تو اتنی ہی بات تھی۔ آگے قبولیت تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ جس کے رحم کے سوائے نہ کوئی دعا کارگر ہے اور نہ کوئی دوا سود مند ہے۔ اے خدا تو اپنے عاجز بندوں پر رحم فرما۔ ہماری کمزوریوں کو دور فرما اور ہمیں اپنی رضا کی راہوں پر چلا سب نیچے گرانے والے ابتلاؤں سے بچا۔ ہر موقعہ پر ہمارا قدم آگے بڑھا۔ تو رحیم ہے تو قدیم ہے۔ تو کریم ہے۔ تیرے بن ہمارا کوئی سہارا نہیں تیرے فضل کے سوائے کوئی چارہ نہیں۔ تیرے رحم کے سوائے ایک دم کا بھی گذارہ نہیں بخش ہم الکدم[1] ہمیشہ کے لئے تیرے ہو جاویں اور تو ہمارا دل ہو جاوے۔ آمین یا ارحم الراحمین وصلی اللہ تعالیٰ علے خیر خلقہ محمد و آلہ واصحابہ وازواجہ واتباعہ وخلفائہ۔ آمین یا رب العالمین۔ وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین۔

---

[1] علاقہ مونگھیر کا محاورہ ہے۔ الکدم کے معنے یک لخت اور بتمامہ کے ہیں

Digitized by Khilafat Library

مختصر رپورٹ جلسہ احمدیہ سالانہ قادیان

الحمد للہ جلسہ سالانہ ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ دسمبر کو تین روز منعقد رہا۔ اور بخیر و خوبی ہر طرح سے برکت و کامیابی کے ساتھ ختم ہوا۔

پروگرام

چونکہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ الرحمٰن کی علالت طبع کے سبب کچھ قیاس نہ ہو سکتا تھا۔ کہ آپ کس وقت کچھ تقریر فرمانا پسند کر سکیں گے اس واسطے کوئی پروگرام پہلے سے انجمن شائع نہ کر سکی۔ تاہم روزانہ پروگرام کی اطلاع احباب کو ہر صبح ہو جاتی ہے۔

۲۵۔ دسمبر ۱۹۱۰ء بعد نماز ظہر۔ تقریر حضرت خلیفۃ المسیح ہوئی۔ نو واردوں نے سلام مصافحہ کیا۔ اور نذرانہ پیش کیا

۲۶۔ دسمبر ۱۹۱۰ء۔ صبح گیارہ بجے سے نماز ظہر تک۔ تقریر حضرت صاحبزادہ محمود احمد صاحب ہوئی۔ بعد جمع نماز ظہر و عصر۔ اپیل خواجہ کمال الدین صاحب پیش ہوئی۔ جس کے بعد چندہ جمع ہوا۔

۲۷۔ دسمبر ۱۹۱۰ء۔ صبح گیارہ بجے سے نماز ظہر تک حضرۃ مولوی محمد احسن صاحب کی تقریر ہوئی اور بعد جمع نماز ظہر و عصر حضرت خلیفۃ المسیح نے تقریر فرمائی اور نو مریدین نے بیعت کی اس کے بعد کانفرنس ہوئی۔

ان کے علاوہ مولوی عبد اللہ صاحب ساکن بھینی نے صاحبزادہ کے لیکچر کے واسطے سے لوگوں کے جمع ہونے سے قبل ایک تقریر کی اور اسی طرح مولوی عبد الماجد صاحب بھاگل پوری نے بھی فاضل امروہوی کے خطبہ کے بعد مختصر تقریر کی۔ حضرت میر حامد شاہ صاحب نے ۲۶ کو اور ڈاکٹر عبد الحکیم صاحب پٹیل نے ۲۷ کی صبح کو اور مولوی عبد الصمد صاحب نے شام کو اپنی نظمیں پڑھیں۔ جناب خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی احمد نور صاحب نے بزبان پشتو اہل افغانستان کے سامنے تقریریں کیں جس میں انہیں حضرت مسیح موعود کی صداقت اور گورنمنٹ انگریزی کی اطاعت اور امن پسندی اور موجودہ زمانہ میں جہاد کی حرمت کا مذہبی رنگ میں یقین دلایا۔

حضرت خلیفۃ المہدی علیہ السلام کی ہر دو تقریریں مدرسہ کے پرانے بورڈنگ کے صحن میں ہوئیں اور ان کے علاوہ وقتاً فوقتاً جو اصحاب ملاقات کے واسطے ملنے کے لئے جوق در جوق جاتے رہے ان کو بھی حضرت نصائح فرماتے رہے اور خصوصیت کے ساتھ تمام انجمنوں کے پریزیڈنٹوں اور سکرٹریوں کو بلا کر ایک نصیحت فرمائی اور ایک نصیحت طلبائے کالج کو بلا کر کی۔ حضرت صاحبزادہ صاحب۔ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کی تقریریں مسجد النور کے صحن میں ہوئیں۔ حضرت فاضل امروہوی کی تقریر مسجد اقصےٰ میں ہوئی۔ کانفرنس مسجد مبارک میں ہوئی۔

ان کے علاوہ مولوی غلام رسول صاحب راجیکی اور فلاسفر صاحب نے بعض ڈیروں پر احباب کو اپنے وعظ و نصائح اور دلائل عجیبہ سے خوش وقت کیا۔ ساوحہ سنگت کا بھی جلسہ ہوا۔ انجمن راجپوتان و انجمن احمدی کاریگران کا بھی جلسہ ہوا۔

مہمانوں کی آمد و رفت

مہمانوں کی آمد ۲۳ دسمبر کی شام کو شروع ہوئی۔ سب سے پہلے جو جماعت آئی۔ وہ دوالمیال ضلع جہلم کی جماعت تھی۔ جن کے لیڈر مولوی کرم داد صاحب ہیں۔ امروہہ سے حضرت سید محمد احسن صاحب۔ مدراس سے سیٹھ عبد الرحمان صاحب۔ بھاگلپور سے مولوی عبد الماجد صاحب۔ مونگھیر سے حکیم خلیل احمد صاحب۔ کشمیر سے حاجی عمر ڈار صاحب بمعہ ایک جماعت۔ افغانستان سے ایک جماعت۔ سندھ سے خان صاحب محمد حسین خان صاحب بن حاجی موسیٰ خان صاحب و شیخ محمد اسمٰعیل صاحب۔ یہ صاحبان تو بہت دور کے علاقوں سے تھے۔ اور شاہجہانپور سے سید مختار احمد صاحب و برادران۔ میرٹھ سے جناب شیخ محمد حسین صاحب سب جج و برادر حامد حسین خان صاحب۔ رام پور سے خان صاحب محمد ذوالفقار علی صاحب بمعہ پسران خود۔ منصوری سے حافظ عبد المجید صاحب دہلی سے میر قاسم علی صاحب وغیرہ۔ وبعض دیگر علاقوں کے دوست۔ خاص پنجاب کے جماعتہائے سیکھواں۔ بٹالہ۔ ہرسیاں امرتسر۔ لاہور۔ گوجرانوالہ۔ وزیر آباد۔ سیالکوٹ۔ جموں۔ پنچھ گجرات۔ لائل پور۔ سانگلہ۔ جہلم۔ چنگا۔ دوالمیال۔ راولپنڈی پشاور۔ میاں میر۔ سرگودہ۔ بھیرہ۔ جلہ۔ ملتان۔ ماہل پور ظفروال تلواڑہ۔ قلعہ صوبھا سنگھ۔ بن باجوہ۔ ڈسکہ۔ جھنگ۔ فیروز پور۔ چونڈہ۔ قصور۔ میانوالی۔ پوہلہ۔ رہتک۔ بدوملی۔ ڈیرہ غازیخان ڈیرہ۔ اسمٰعیل خان۔ بھینی۔ انبالہ۔ شملہ۔ بنگہ۔ چور۔ پٹیالہ۔ کپورتھلہ سردولگڑھ۔ سکندر پور۔ راہوں۔ لبی۔ بہاول پور۔ گٹھالیاں۔ اوجلہ۔ خوشاب۔ وغیرہ وغیرہ مقامات سے لوگ آئے۔

کل تعداد بموجب اندازہ ناظمان لنگر خانہ اڑھائی ہزار کے قریب تھی۔ مقاصد زیر انتظام صدر انجمن کے لئے جو چندہ ہوا۔ اس کی تعداد سات ہزار روپیہ ہوئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی پہلی تقریر اس اخبار میں درج کی جاتی ہے۔ باقی تقریریں بھی انشاء اللہ رفتہ رفتہ درج اخبار ہوں گی۔

بیعت

بیعت کا سلسلہ اس کثرت سے اور ایسی طرح سے جاری رہا کہ صحیح تعداد نے بیعت کنندگان کی نہیں بتلائی جا سکتی کیونکہ بیعت کے واسطے آدمیوں کی کثرت کے سبب کئی ایک پگڑیاں بطور رسیوں کے ہر طرف پھیلا دی جاتی تھیں۔ جن کا ایک سرا حضرت صاحب کے ہاتھ میں ہوتا تھا اور پھر کوئی ایک شخص بآواز بلند حضرت صاحب کے ساتھ ساتھ بیعت کے الفاظ

دہراتا جاتا تھا۔ اور سب کہتے جاتے تھے۔

تکالیف کا ثواب

محض رضائے الٰہی کے حصول کیواسطے احبابنے جو اتنے سفر کی تکلیف اٹھائی اس کا اجر اُن کو خدا ہی دیگا اور حضرت خلیفۃ المسیح نے درد دل کے ساتھ جو دعائیں ان سب کے واسطے کی ہیں وہ انشاء اللہ اپنے وقت پر بار آور ہونگی۔ اتنے بڑے مجمع میں ممکن ہے کہ بعض احباب کو مکان روشنی یا کھانے وغیرہ کے متعلق کچھ تکلیف بھی ہوئی ہو۔ اگرچہ اکثر احباب ایسی تکالیف کو بھی یہاں تکلیف نہیں سمجھتے لیکن سب دل یکسان نہیں۔ اس واسطے بہتر ہو گا کہ احباب اپنی اپنی جگہ غور کر کے قابل اصلاح اُمور سے صاحب سکرٹری انجمن کو اطلاع دیں اور نقص اور اس کے علاج کے متعلق اپنا مشورہ لکھ بھیجیں تاکہ انتظام جلسہ کے معاملہ میں بھی اس سال کے تجربہ سے اگلے سال فائدہ اٹھایا جاوے۔

شکریہ

انتظام کے متعلق ان والنٹیرز کا شکریہ ضروری ہے جنھوں نے بخوشی اس سلسلہ کی خدمات کو اپنے ذمہ لیا اور اُن کو پورا کیا۔ اکبر شاہ خان صاحب بمعہ اپنی بہادر پارٹی کے۔ ماسٹر عبد العزیز صاحب۔ ماسٹر محمد دین صاحب۔ میاں فخر الدین صاحب۔ ماسٹر فقیر اللہ صاحب۔ شیخ محمد نصیب صاحب وغیرہ۔

نالے حج نالے ونج

یہ ایک پنجابی مثل ہے کہ حج کے ساتھ آدمی تجارت بھی کر آوے تو جائز ہے جب حج کے لئے جائز ہے تو جلسہ میں کیون جائز نہیں اور بعض احبابنے اس سے فائدہ بھی اٹھایا ہے خدا اُنھیں برکت دے لیکن افسوس ہے کہ دو ایک مثالیں ایسی بھی قائم ہوئیں کہ تجارت میں غرق ہو کر جلسہ کے وعظ و نصائح اور حضرت کی زیارت سے انھیں ایسی محرومی رہی کہ سکھر امم بزاز بھی عین جلسہ میں حضرت کے حضور سلام اور مصافحہ سے مشرف ہو گیا تھا۔ مگر وہ جیسے تھے اور جہان تھے ویسے اور وہیں رہ گئے۔

ایک پیارے دوست کا جنازہ

آہ! یہ کس دوست کا ذکر ہے ایوب صادق کا۔ ہمارے اکثر احباب

حضرت مرزا ایوب بیگ صاحب مرحوم و مغفور

برادر ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کے نام نامی سے واقف ہیں۔ یہ نوجوان چھوٹی عمر میں فوت ہو گئے تھے۔ فاضلکا ضلع فیروزپور میں دفن کئے گئے تھے اس بات کو گیارہ سال گذرے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بھی اجازت حاصل کی گئی تھی اور اب حضرت خلیفۃ المسیح کی اجازت سے اس مرحوم بھائی کا جسم مبارک صندوق میں بند یہاں لایا گیا۔ حضرت نے بمعہ جماعت جنازہ پڑھایا۔ اور مقبرہ بہشتی میں دفن کیا گیا۔ ہمارے دوست ڈاکٹر مرزا صاحب عزیز مرحوم کے سوانح چھپوا رہے ہیں اس واسطے مجھ کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ البتہ اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ میرے ساتھ اس عزیز کو محبت کا ایسا گہرا تعلق تھا کہ آج تک جس قدر جنازہ ولی کی میں نے نمازیں پڑہی ہیں مجھے یاد نہیں کہ کسی میں بھی اُس عزیز دوست کیواسطے دُعا کرنا مجھے بھولا ہو۔ اللّٰھم اغفرلہ وارحمہ۔

ضرورت ملازمت

ہمارے ایک عزیز لاہور انجینیرنگ اسکول کے پاس یافتہ آجکل فارغ اور ملازمت کی تلاش میں ہیں کیا کوئی صاحب اس میں امداد کر کے مشکور فرما سکتے ہیں۔

مبارک

ہمارے مکرم دوست محمد ابراہیم حاجی موسیٰ خان صاحب کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ایک اور فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے احباب سے درخواست ہے کہ مولود مسعود کے واسطے دُعائے سعادت و عافیت و درازی عمر کریں۔

ہم کو پیارا جاننے والے صاحب کون ہیں

ایک صاحب کا پنسل کا لکھا ہوا پوسٹ کارڈ ملا۔ لکھتے ہیں آپ کو پیارا جان کر تکلیف دیتا ہوں۔ کچھ کتابیں وغیرہ طلب کی ہیں۔ مگر اپنا نام نہیں لکھا ڈاکخانہ کی مُہر بھی نہیں پڑھی گئی اس واسطے تعمیل سے معذوری ہے۔ ہمیں افسوس ہے کہ جو ہمیں پیارا جانتے ہیں ہم ان کا خط بھی پہچان نہیں سکے۔ اللہ تعالیٰ معاف کرے۔

تلاش انگوٹھی گم شدہ

ایک بچے کے ہاتھ میں سے ایک سونے کی انگشتری ایام جلسہ کے بعد ۳۰ دسمبر کو غالباً بعد نماز عصر گر گئی ہے اگر کسی صاحب کو ملی ہو۔ تو دفتر میں واپس کر کے مشکور فرماویں۔ بچہ وہی ہے جو حضرت صاحب کی نظمیں خوش الحانی سے پڑھا کرتا ہے۔

نیز ڈاکٹر عبد الحکیم صاحب لسبل جو اُس کمرہ میں ٹھہرے تھے جہاں پہلے دفتر بورڈنگ ہوتا تھا کہتے ہیں کہ ان کے مبلغ بیس روپے ایک کاغذ میں رہ گئے ہیں وہ بھی تلاش طلب ہیں۔

دعا مدد

برادرم شیخ نور احمد صاحب وکیل ایبٹ آباد کے گھر میں علیل ہیں احباب ان کی صحت و عافیت کے واسطے دُعا کر کے مشکور فرماویں۔

احتیاط

بعض لوگ حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں بدر وغیرہ کسی اخبار کی قیمت یا چندہ لنگر و مدرسہ وغیرہ روانہ کرتے ہیں اور پھر کوپن میں حکم کر بھیجتے ہیں کہ حضور اس کو تقسیم کر دیں اور اپنے اپنے دفاتر میں پہونچا دیں۔ ایسے صاحبان کو یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ طریق سوء ادب میں داخل ہے۔ دفتر محاسب ایسی خدمات کی ادائیگی کے واسطے ہر وقت طیار ہے ایسی رقوم دفتر محاسب میں روانہ کرنی چاہیئے۔ وہاں سے تقسیم ہو جاتی ہیں اور سب کو باضابطہ رسید لے کر پہونچا دی جاتی ہے۔

غیر احمدی کے پیچھے نماز ناجائز

حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں سوال پیش ہوا۔ کہ جموں کے بعض مولوی صاحبان وہاں کی جماعت احمدیہ کو کہتے ہیں کہ ہم آپ احمدیوں کے ساتھ نماز پڑھنے کے واسطے طیار ہیں آپ ہمارے امام کے پیچھے پڑھ لیا کریں۔ ہم آپکے امام کے پیچھے پڑھ لیا کرینگے۔ ان صاحبان کو کیا جواب دیا جاوے۔

فرمایا کہ ان کو کہہ دو۔ کہ قد بدت البغضاء من افواھکم وما تخفی صدورکم اکبر۔ جب تم ہمارے امام کو مفتری جانتے ہو اور مفتری ڈاکو کنجر دہریہ سے بدتر ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ من اظلم ممن افتری علی اللہ کذباً۔ تو پھر ہم تمہارے پیچھے کس طرح نماز پڑھ سکتے ہیں۔

فرمایا۔ کیا اتنی ترقی جو جماعت کو اب تک ہوئی ہے وہ منافقت کے میل ملاپ سے ہوئی ہے۔ ہرگز نہیں ایسے میل ملاپ سے کوئی فائدہ نہیں جسمیں منافقت پائی جاوے۔

ایک نئی تصنیف

عقائد احمدیہ

ایک عرصہ سے زیادہ خطوط مختلف اوقات میں خود میں نے پڑھے ہونگے جسمیں احباب کوئی ایسی کتاب طلب کرتے ہیں۔ جسمیں سلسلہ احمدیہ کے تمام عقائد بالدلائل مجموعی طور پر یکجا لکھے گئے ہوں اس قسم کی کتاب کی واقعی بہت ضرورت تھی۔ کیونکہ جو لوگ نئے نئے سلسلہ میں شامل ہوتے ہیں وہ پوچھتے ہیں کہ اب ہمیں کیا کیا عقیدہ رکھنا چاہیئے۔ دوم۔ بعض احباب غیر احمدی دوستوں میں تبلیغ کے خیال سے ایسی کتاب کی ضرورت محسوس کرتے ہیں جو مختصر بھی ہو جامع بھی ہو کم قیمت بھی ہو تاکہ اس کے ذریعے اپنے سلسلہ کی اشاعت کر سکیں۔

سو آپ کو مژدہ ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ عقائد احمدیہ اس ضرورت کے لئے کافی ہوگی۔ صرف ۲ قیمت ہے۔ اسمیں بتلایا گیا ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مسیح موعود ہونے کا کیا ثبوت ہے۔ اور احمدیوں کا اللہ تعالیٰ۔ ملائکہ۔ کتب۔ انبیاء یوم آخر کی نسبت کیا عقیدہ ہے حتی الوسع کوئی بات باقی رہنے نہیں دی۔ ذی استطاعت اصحاب بہت سی جلدیں منگوا کر بطور تبلیغ تقسیم کریں۔ اس کتاب کا دوسرا حصہ سنت احمدیہ ہے جو بہر بہ ملیگی۔

حضرت خلیفۃ المسیح کی پہلی تقریر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ واشہد اَنّ محمداً عبدہٗ و رسولہٗ

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم - بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شہد اللہ انہ لا الٰہ الا ھو - والملائکۃ واولوا العلم قائماً بالقسط - لا الٰہ الا ھو العزیز الحکیم -

حمد باری تعالےٰ

اللہ جلشانہٗ کا بہت بڑا احسان اور بہت بڑا کرم اور فضل ہوا ہے کہ مجھ کو آپ لوگوں سے ملاقات کا زندگی میں پھر موقعہ ملا ہے - میں کوئی لمبی تقریر خصوصاً کھڑے ہو کر آواز بلند سے پہنچانے میں کسی قدر اس وقت عذر رکھتا ہوں اس واسطے **ایک ضروری بات** تمہیں پہنچانی چاہتا ہوں -

میں امید کرتا ہوں کہ جس طرح میں نے اپنے اُوپر بہت بوجھ رکھ کر ہمت آلہیہ سے یہ بات کہنی چاہی ہے - اللہ جل شانہٗ تم کو توفیق دے کہ تم اس میری بات کو دل سے مانو اور دل سے مان کر زبان سے اقرار کرو - پھر اسی کے مطابق تمہارا عملدرآمد ہو - تمام وہ قومیں جو اپنے آپ کو مسلمان کہتی ہیں - وہ سب کی سب اس بات کو مانتی ہیں کہ کلمہ طیبہ یعنی لا الٰہ الا اللہ کے واسطے کیا کیا کوششیں ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیں اور یہی

لا الٰہ الا اللہ

جو فقرہ ہے - اس کے پہنچانے کے لئے - ہماری سرکار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیرہ برس تک اپنے ملک میں بڑی بڑی تکالیف شدیدہ کو برداشت فرمایا -

آخر اس لا الٰہ الا اللہ کی مخالفت کے باعث آپ کو وطن بھی چھوڑنا پڑا - جب ان شریروں نے تکلیف کو حد سے بڑھا دیا - تو اس رحمۃ للعالمین نے ہر طرح سے مقابلہ کیا اور انہی کی کوشش سے اس کلمہ کی اشاعت ہوئی - چنانچہ ہم سب جو موجود ہیں - لا الٰہ الا اللہ کے قائل ہیں - سب انبیاء جو خدا کی طرف سے آئے ہیں اسی کلمہ کے لئے انہوں نے وہ وہ تکالیف اُٹھائی ہیں - جن کے بیان کرنے کے واسطے بہت ہی وقت چاہیئے -

اس کلمہ کے تین عظیم الشان فائدے ہیں :-

جب انسان منہ سے بولتا ہے - تو مسلمان کہلاتا ہے - وہ معاملات جو ہم مسلمانوں سے کر سکتے ہیں اس شخص سے کرتے ہیں جس کی زبان سے لا الٰہ الا اللہ سنتے ہیں - اسلام ایک عجیب نعمت ہے - اسلام کے معنے اصل میں **صُلح** کے ہیں اور آشتی کے اور نیک نمونے کے - سلم اور سِلم دونوں لفظ صلح کو چاہتے ہیں - منجملہ ان باتوں کے جن سے اسلام نے صلح کو قائم کیا ہے - ایک یہ ہے کہ :-

لا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدواً بغیر علم -

تمام وہ قومیں جو اللہ کے سوا کسی کو پکارتی ہیں ان کے کسی معبود کو کسی بزرگ کو گو وہ اللہ کے سوا ہی ہو اور اس کی وہ پرستش کرتے ہوں - ان کو بالکل گالی مت دو - فیسبوا اللہ عدواً بغیر علم - کیونکہ وہ نادان بھی اللہ کو گالی دیں گے ناسمجھی سے - یہ لا تسبوا کی دلیل بتلائی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام بڑی صلح اور بہت بڑی آشتی کو چاہتا ہے - اس کے معنے فرمانبرداری کے بھی ہیں اور ہر ایک کی فرمانبرداری نہیں بلکہ اللہ کی فرمان برداری اور اوس کے رسُولوں کی فرمانبرداری اولو الامر کی فرمانبرداری - اس کا نام اسلام رکھا ہے اسلام کے معنے فرمانبرداری - مگر الاسلام کے معنے خاص فرمانبرداری

اسلام کے لفظ سے ایک سُلَّم لفظ بھی نکلا ہے سُلَّم - اس سیڑھی کو کہتے ہیں جس سے انسان بلندی کی طرف چڑھتا ہے ایسے ہی ہماری ترقیات کے لئے اور بلند مراتب پر پہنچانے کے واسطے خدا نے اسلام کو بھیجا ہے - اس کے نمونے دیکھ لو

راز خلافت

جناب ابو بکرؓ اور اون کے والد مکہ کے صنادید اور عمائد سے نہ تھے - مگر اسلام ہی تھا کہ اس فرمان برداری نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جانشین بنا دیا - جناب عمر ایک دفعہ حج سے واپس آتے ہوئے ایک درخت کے نیچے کھڑے ہو گئے - کئی آدمی ساتھ تھے - رُعب کے سبب کسی کی ہمت نہ پڑتی تھی - کہ وجہ دریافت کرے مگر حذیفہ کو جناب سے بہت بے تکلفی تھی اس نے پوچھا تو فرمایا خطاب کا بیٹا یہاں اونٹ چراتا تھا - ایک دفعہ اس کے باپ نے اسے یہاں جھڑکی دی تھی - آج اسلام نے اسے اس بلندی پر پہونچا دیا کہ لاکھوں آدمی ایک اشارہ پر خون بہانے کو تیار ہیں -

اسی لفظ سے سلامتی نکلی ہے جس سے حفاظت کے معنے پیدا ہوتے ہیں - عجیب قسم کی حفاظت مومن کو عطا ہوتی ہے - میں نے پینتالیس برس سے بہت زیادہ طب کی ہے - میں نے کبھی کوئی اسلام میں فرمان بردار ہو کر آتشک میں - سوزاک میں مبتلا نہیں پایا - بہت سے حکام کے ساتھ تعلقات رکھے ہیں - میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ اسلام کے سبب کسی کو بید لگے ہوں - کوئی تکلیف کسی کو اسلام کے باعث نہیں پہونچتی - بلکہ اگر خدا تعالیٰ کو مومن کی خاطر جہان غرق کر دینا پڑے تو اسے پروا نہیں - کیا (حضرت) نوح (علیہ السلام) کے زمانے میں پروا کی ہے - یہ بات نہایت سچ ہے -

ہلاکت سے بچنے کی راہ

ذٰلک الکتاب لا ریب فیہ کے یہی معنے ہیں کہ یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی ہلاکت نہیں - ریب ہلاکت کو بھی کہتے ہیں - جیسے قرآن شریف میں فرمایا - نتربص بہ ریب المنون -

لا ریب فیہ - کے یہ معنے ہوئے کہ قرآن کی تعلیم میں کوئی ہلاکت نہیں ہوتی - ابھی کل کی بات ہے یا رات کی - ایک نکتہ معرفت میرے کان میں پہونچا - میری بیوی نے کہا آپ جانتے ہیں - کہ آپ کو تکلیف کیوں پہونچی - میں نے کہا اللہ کے مخفی در مخفی راز ہیں

بیماری کا ایک راز

کہا - ایک وجہ میرے خیال میں بھی آئی ہے - کہو تو سناؤں - میں نے کہا - ہاں - کہنے لگی - تمہاری عادت تھی - جمعہ کے بعد دُعاؤں میں لگے رہتے - تم وہ دُعا کا وقت چھوڑ کر ایک امیر کو ملنے چلے گئے - مجھے یہ نکتہ بہت پیارا لگا - غرض اسلام سلامتی چاہتا ہے اسلام کے بھیجنے والا کا نام السلام المومن المہیمن العزیز الجبار المتکبر - ہے - السلام نام ہے اللہ تعالیٰ کا - اسلام کا نتیجہ بہشت ہے - بہشت کا نام بھی دار السلام ہے - لھم دار السلام عند ربھم - اور فرمایا - الذی احلنا دار المقامۃ من فضلہ لا یمسنا فیہا نصب - ولا یمسنا فیہا لغوب

گویا اسلام سکھوں کا موجب ہے اور بہت بڑے سکھوں کا موجب ہے - اسلام میں کبھی کوئی ہلاکت نہیں ہوئی -

میں نے اس لفظ کو اُلٹ پلٹ کے پڑا دیکھا ہے اس کے سارے لفظوں میں خوبیاں پائی جاتی ہیں - سلم کو اُلٹا دیں - لمس بن جاتا ہے - لمس نرم چیز کو کہتے ہیں - مسلمان اشداء علی الکفار اور رحماء بینھم - یعنے آپس میں رحیم کریم ہوتے ہیں -

اسی لفظ کو اور اُلٹا دیں - تو لسم بن جاتا ہے - لسم کے معنے یہ ہیں کہ انسان حیاء کے سبب بعض وقت خاموشی اختیار کرے -

مسل بھی اس کا اُلٹ بنتا ہے اس کے معنے ہیں پانی دوسری جگہ پہونچا دینا - مسلمان کا یہ بھی کام ہے کہ دوسرے کو نفع پہنچاوے لمس بھی اس کا مشتق ہے اس کے معنے ہر وقت طلب میں لگے رہنا - پس مسلمان کا یہ بھی کام ہے کہ ہر وقت رضائے الٰہی کی طلب میں لگا رہے مگر جس طرح اسلام دنیا میں صلح آشتی - نیک نمونہ

قائم کرنا چاہتا ہے اسی قدر اگر کوئی موذی اسلام کے لئے پیدا ہو تو اس موذی کا عمدگی سے مقابلہ کرتا ہے۔

قرآن شریف فرماتا ہے۔ وجادلھم بالتی ھی احسن مقابلہ کرو۔ پر ایسی ترکیب کرو کہ جسمیں خوبیاں ہی بھری ہوئی ہوں پس ہمارے مناظرے غیر قوموں سے اگر ہوں۔ تو اسی طرح سے وہ مناظرے ہونے چاہئیں جسمیں خوبیاں ہوں

مناظرہ کس طرح سے ہو

دشمن کی غلطی پر اُسے آگاہ کیا جاوے اور اس کے مقابلہ میں اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کی جاویں۔ اور ایک جگہ فرمایا۔ ادفع بالتی ھی احسن۔ مدافعت بھی کرو تو اس طریق سے کہ وہ بہت ہی عمدہ ہو۔ ادفع السیئۃ بالحسنۃ۔ ہر بدی کو کسی خوبی سے ہٹا دو۔ جب مخالفوں کے ساتھ بھی ہمیں مدافعت میں خوبیاں مدنظر رکھنی چاہئیں۔ تو دو مسلمانوں کے درمیان تباغض۔ عداوت اور باہم جنگ کیونکر ہو سکتی ہے۔

المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہٖ۔ مسلمان تو اس وقت مسلمان ہوتا ہے۔ کہ جو صلح کار لوگ ہیں انکی زبان اور ہاتھ سے محفوظ رہیں۔ میں جانتا ہوں کہ چند آدمیوں کے درمیان محبت کا قیام۔ اخوت کا استحکام محض فضل آلہی سے ہو سکتا ہے۔ قرآن کریم میں ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ لو انفقت ما فی الارض جمیعاً ما الفت بین قلوبھم۔ ساری زمین کی گول بھر کر اگر دیدو۔ تو بھی یہ الفت پیدا نہیں ہو سکتی۔ (جو اب اللہ نے ان کے دلوں میں پیدا کر دی ہے) اور فرمایا واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا ... فاصبحتم بنعمتہ اخواناً۔ خدا کے فضل سے تم بھائی بھائی ہو گئے۔

دُعائیں کرو

میرے احباب میرے عزیز دوستوں پر واجب ہے جناب آلہی سے باہم اُلفت۔ محبت اور اخوت کے لئے دُعا کیا کریں۔ مخالفوں نے ناخنوں تک زور لگائے کہ یہ جماعت نہ بنے۔ مگر اب تم اس قدر لوگ موجود ہو۔ یہ جناب آلہی کے فضل کا نمونہ ہے۔

دوسرا مرتبہ - لاالہ الا اللہ کا یہ ہے۔ کہ جب یہ کلمہ دل میں رچ جاتا ہے اس وقت انسان کو مؤمن کہتے ہیں مؤمن کا لفظ خود بھی امن سے مشتق ہے۔ یہی اسلام کا اعلےٰ مقام ہے۔ مؤمن امن میں تبھی رہ سکتا ہے کہ دشمن کا مقابلہ بھی کرے۔ عکل عرینہ کے چند موذی مدینہ میں آکر بعض صحابہ کرام کو قتل کیا۔ لکھا ہے۔ مثل اعینھم ان کی آنکھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چروا دی تھیں تا ایذا سے باز آجاویں۔

مؤمن امن دینے والا اور خود امن میں رہنے والا ہوتا ہے جب یہ کلمہ دل میں رچتا ہے۔ تو مؤمن ایمان کے یمن اور برکات سے متمتع ہوتا ہے۔ یہ ایمان کا باغ جب دل میں لگ جاتا ہے۔ کوئی دُکھ اور کوئی ناخوشی اور کوئی خوف وحزن باقی نہیں رہتا۔ میں ایک دفعہ مُصیبت کے کسی پنجہ میں گرفتار تھا صبح کی نماز پڑھانے لگا۔ اس وقت میرے دل میں جب یہ لفظ آیا۔ الحمد للہ۔ تو میرے دل نے یہ گواہی دی۔ کہ اس دُکھ میں الحمد للہ کا کیا موقعہ ہے۔ اگر کہوں تو منافقانہ الحمد للہ ہے۔ نہ کہوں تو الحمد کے سوا نماز کیسے ہوتی ہے۔ معاً خدا نے بجلی کی طرح سمجھایا۔ کہ جب انسان انا للہ وانا الیہ راجعون کہتا ہے۔ تو ہر مصیبت کے وقت ہزار وں خوشیاں دیتا ہے۔ تب میں نے انا للہ کہہ کر بڑے بلند آواز سے الحمد للہ کہا یہ اس ایمان کا نتیجہ تھا۔ ایمان سے وہ سارا خوف اور حزن راحت کے ساتھ مبدل ہو جاتا ہے اور وہ مضمون کہ مومن جو ہوتے ہیں لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون ہوتے ہیں۔ میں نے دیکھ لیا۔ یہ ایمان میں کمزوری ہوتی ہے جو مؤمن ناامید ہوتا ہے یا یاس میں آجاتا ہے۔

تیسرا مرتبہ - لاالہ الا اللہ کا فائدہ وہ ہے جو احادیث صحیحہ میں میں نے پڑھا۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نے جناب آلہی میں عرض کیا۔ کوئی مجھے کلمہ سکھایا جاوے۔ جو میری ترقیات کا موجب ہو۔ الہام ہُوا۔ لا الہ الا اللہ۔ کہو کہا آلہی جب سے میں نبی ہُوا ہوں اسی کلمہ کی اشاعت کی کوشش میں ہوں جناب آلہی سے الہام ہُوا۔ افضل الذکر لا الہ الا اللہ۔ اس سے نئی کوئی بات نہیں۔ یہ بات کہنے کو معمولی ہے مگر سارا قرآن شریف ٹٹول کر دیکھ لو۔ قرآن شریف کے بعد تمام اولیار کرام اور ان کے ملفوظات اور ان کی تصنیفات کو ٹٹولو۔ ساری بڑائیاں سارے قرب سارے فضل ساری ان کی کرامتیں اسی لاالہ الا اللہ کے وظیفہ پر موقوف ہیں اس کا نام وہ نفی واثبات کہتے ہیں اور رنگ برنگ الفاظ میں اس کا ذکر کرتے ہیں جیسے محبوب کے چہرے کو تغزلات میں بیان کیا جاتا ہے (میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اسلام ایمان کے بعد احسان کا مرتبہ ہے۔ اعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک۔ اللہ کی عبادت کرو گویا تم اسے دیکھتے ہو اگر تم نہیں دیکھتے۔ تو وہ تو تمہیں دیکھتا ہے یہ ایک مقام ہے قرب آلہی کا جو لا الہ الا اللہ میں تدبر سے حاصل ہوتا ہے۔ کچھ زمانہ مجھ کو گذرا ہے۔ مجھ کو اللہ جل شانہٗ نے لا الہ الا اللہ کے معنے بتلائے کہ انسان غور کرے اس کی ہستی کیا ہے۔ ھل اتی علی الانسان حین من الدھر لم یکن شیئاً مذکوراً۔ انسان پر وہ زمانہ بھی گزرا ہے۔ کہ وہ کچھ چیز نہ تھا۔ اس عدم میں اس کی خواہش کیا مطالب کیا۔ جناب آلہی کے فضل نے عدم سے موجود کیا۔ من نطفۃ امشاج نبتلیہ فجعلنہ سمیعاً بصیراً۔

خدا جانے کیوں درمیان اس وعظ کے نکتہ خیال میں آیا میں وعظ چھوڑ کر اس کے بیان کرنے میں معذور ہوں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تین آدمی آئے ایک کو جگہ مل گئی۔ بیٹھ گیا۔ دوسرے نے دیکھا جگہ نہیں۔ تو وہ جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز نہ پہنچتی وہیں بیٹھ گیا۔ تیسرے نے کہا آواز نہیں آتی۔ یہاں کیا بیٹھنا چلا گیا۔ نبی کریم کو جناب آلہی سے الہام ہُوا۔ تین آدمی یہاں آئے ایک کو جگہ ملی وہ بیٹھ گیا۔ فاداہ اللہ اللہ نے اُسے قرب میں جگہ دی۔ دوسرے کو حیا آئی آگے نہ بڑھا جانے سے مضائقہ کیا۔ اللہ بھی اس کی پکڑ سے حیا کر بگا۔ تیسرے نے منہ پھیرا۔ خدا بھی اس سے منہ پھیر لیگا۔ شاید کوئی قلب ایسا ہو جسکی وجہ سے یہ تحریک ہوئی۔

حضرت حق سبحانہ نے انسان کو معدوم کو موجود فرمایا اور فرمایا نبتلیہ فجعلنہ سمیعاً بصیرا۔ اس پر انعام فرماتے رہے اور انعام کرتے کرتے اس قدر بڑھایا۔ کہ سمیع بصیر بنا دیا۔ ایک عام طور پر سمیع و بصیر ہیں ایک وہ جو خدا کی آواز سنتے ہیں۔ جناب آلہی کے حقائق دیکھتے ہیں۔ جس طرح انسان عدم میں بے طاقت تھا اور فضل آلہی سے باہر آیا اسی طرح ہر وقت اس کو ایک جدید ترقی عطا رہوتی ہے۔ جناب آلہی کا فضل نہ ہو۔ تو ترقی عطا نہ ہو کل کا کھایا کل کا پیا کل کا مکان کل کا لباس آج ہمارے کام میں نہیں آیا۔ کل کی خوشی کل کی خوشحالی کل کے جو تعلقات کسی کے ساتھ تھے وہ آج کام نہیں۔ ہر وقت اللہ کی ہی نعمتوں کا محتاج ہے اس لئے اس کا نام

الصمد

ہے۔ میں آواز دیتا ہوں ایک حرف کے بعد دوسرا نکلتا ہے۔ اگر ذرا امانت آلہی نہ پہنچے تو وہ آواز کہاں سے آسکتی ہے۔ غرض ہر آن میں انسان جناب آلہی کے فضلوں کا محتاج ہے۔ جتنے کمالات کسی کو نصیب ہوئے ہیں۔ انبیار ہوں اولیار ہوں۔ سب کا سب کارخانہ اس کے فضلوں کا ہر آن محتاج ہے۔ اس کے فضل کے بڑے بڑے عجائبات ہیں۔ لاالہ الا اللہ کے یہ معنے ہیں کہ ہر آن میں تم میرے محتاج ہو۔ اس کا فضل ہی ہوتا ہے تو کام بنتا ہے اس لئے انسان عبد بنتا ہے اور جناب آلہی معبود بنے ہیں۔

عبودیت

عبودیت کے واسطے تین چیزوں کی بڑی ضرورت ہے۔ تب جا کر عبد۔ عبد بنتا ہے۔ جناب آلہی

سے اعلیٰ درجہ کی محبت ہو اور جناب الٰہی کی اعلیٰ درجہ کی تعظیم ہو۔ اور انسان اعلےٰ درجہ کے عجز وانکسار و تذلل کے مقام پر ہو۔

محبت پیدا ہونے کے اسباب میں تعظیم الٰہی کے پیدا ہونے کے اسباب بھی ہیں۔ تذلل وانکسار کے اسباب بھی ہیں۔ لا الٰہ الا اللہ میں غور کرنے سے تینوں کا پتہ چلتا ہے۔

ہم دیکھتے ہیں محبت جو پیدا ہوتی ہے۔ حسن واحسان سے پیدا ہوتی ہے۔ جس قدر حسن (حسن کے معنے خوبی کے ہیں) کسی میں ہوتا ہے اور جس قدر ہمارے ساتھ کسی کا احسان ہو اسی قدر اس سے محبت بڑھ جاتی ہے۔ جناب الٰہی کے حسن واحسان پر جب ہم غور کرتے ہیں۔ ہمیں صاف نظر آتا ہے کہ ساری دنیا کے احسان خدا تعالیٰ کے احسان کے جزو ہیں۔ جو دنیا احسان کرتی ہے وہ خدا کے فضل و داد کا نتیجہ ہیں۔ ہم غلہ کھاتے ہیں ایک۔ دانہ سے کئی دانے پیدا کرنا اور وہ زمین وہ ہوا وہ روشنی وہ ظلمت جس کے ساتھ نشوونما وابستہ ہے کس کا کام ہے۔ پھر جانور جو ہل جوتتے ہیں کسی ملک میں بیل ہیں۔ ٹٹو ہیں اونٹ ہیں۔ ہاتھی ہیں کہیں گھوڑے ہیں ان کا کتنا بڑا کارخانہ ہے۔ روشنیوں اور ظلمتوں اور جانوروں کا پیدا کرنا جن سے نشوونما ہوتا ہے۔ پھر اس میں لکڑی کی حاجت۔ لوہار کی ضرورت۔ کتنا بڑا کارخانہ ہے۔ یہ تمام کارخانہ جناب الٰہی کا عطا کردہ ہے۔ عمدہ سے عمدہ غذا ہے۔ گلہ بند ہے۔ پیٹ میں درد ہے قولنج ہے تو وہ غذا کس کام کی۔ اگر اللہ کا فضل شامل حال نہیں۔ غرض اللہ کے فضل کے سوا کچھ بھی نہیں۔

حسن جتنے ہیں وہ بھی خدا ہی کے فضل پر موقوف ہیں۔ اگر خط وخال کا حسن ہے تو آنکھ کے سوا یہ نعمت بے کار ہے۔ آواز کا حسن ہے۔ تو کان کے سوا کچھ نہیں۔ خوشبوئی کا حسن ہے تو ناک کے سوا کچھ نہیں۔ اگر اعضاء کی خوبی کا ہے۔ تو ٹٹولنے کے سوا نہیں۔ غرض سارے حسن واحسان خدا کے حسن و احسان پر موقوف ہیں۔ اگر محبت کا مدار حسن واحسان پر ہے۔ اور واقع میں ہے۔ تو اللہ کے برابر ہمارا کوئی محسن اور حسن والا نہیں تعظیم کا مدار۔ علم کامل۔ قدرت کاملہ پر ہے۔ جناب الٰہی کی قدرتوں حکمتوں کا مطالعہ کرتے ہیں۔ تو ہم دیکھتے ہیں سارے علوم خدا ہی کے فیضان سے پیدا ہوتے ہیں۔ پس اعلےٰ تعلیم کا موجب علم و قدرت ہے اور اعلیٰ محبت کا موجب حسن اور احسان ہے۔

اب ادھر ہم دیکھتے ہیں۔ تذلل کی حالت۔ سانس رک جاوے جان معاً جاتی ہے۔ اب اس سے زیادہ تذلل کیا ہے۔ جب انسان لا الٰہ الا اللہ پر غور کرتا ہے اور اسے اپنا انکسار و تذلل معلوم ہوتا ہے اور جناب الٰہی کے علم و قدرت کا تماشا دیکھتا ہے اور حسن واحسان کا نظارہ اس کے سامنے سے گذرتا ہے۔ تو وہ لا الٰہ الا اللہ پکار اٹھتا ہے۔ اس واسطے تمام غفلت کے پردے جو انسان کو قرب الٰہی میں واقع ہوتے ہیں ان سب کا علاج لا الٰہ الا اللہ ہے۔ اس کے بعد میں آیت کی طرف توجہ کرتا ہوں۔

شھد اللّٰہ انّہ لا الٰہ الا ھو۔ اللہ جلشانہٗ فرماتا ہے۔ لا الٰہ اِلّا ھو۔ اس لا الٰہ الا اللہ کی گواہی اللہ نے دی ہے گواہی ہمیشہ چند آدمیوں کے سامنے دی جاتی ہے۔ جناب الٰہی کی گواہی کے ساتھ بھی تمام رسول تمام انبیاء اور تمام اولیاء سب کے سب گواہی دیتے ہیں۔ کہ اللہ نے ہم کو کہا ہے لا الٰہ الا اللہ۔ حضرت موسیٰ کی گواہی حضرت نبی کریم کی گواہی سے قرآن شریف بھرا پڑا ہے۔ کہ اللہ نے ان کو فرمایا۔ لا الٰہ الا اللہ۔ ہر فرد کے سامنے گواہی ضروری نہیں ہوتی۔ میری دانست میں اللہ کی ہستی اور نبیوں کی صداقت پر یہ بڑی بھاری دلیل ہے۔ کہ تمام انبیاء تمام اولیاء تمام مجددین سب کے سب متفق ہیں اس بات پر کہ لا الٰہ الا اللہ معبود حقیقی خدا ہے۔ اور اپنے حسن واحسان۔ علم وقدرت میں کامل ہے۔ اور انسان بڑے انکسار و تذلل کے نیچے ہے۔ دس بیس۔ تیس۔ چالیس۔ پچاس۔ جس بات کے گواہ ہوں وہ بات بھی قابل اعتماد ہوتی ہے کیا حال ہے اس گواہی کا جس کے لئے تمام صداقت کے عاشق۔ صداقت کے محب اس بات پر متفق ہیں اس صداقت کے لئے کوئی بڑا تعلق کوئی بڑا ہی فضل حضرت محمد رسول اللہ پر اللہ کا ہے دنیا میں ہزاروں انبیاء آئے۔ ان کی تعلیم کا نام ونشان بھی نظر نہیں آتا۔ پتہ ہی نہیں لگتا۔ پھر ان کی کتابوں کی زبانیں ہی ایسی پرانی ہیں کہ ان کے سمجھنے کے سب سامان مفقود ہو گئے مجھے کبھی کبھی تعجب آتا ہے۔ آریہ مذہب پر۔ کہ دو ارب برس سے وید ہیں۔ ویدوں کی لغت کا نام لیتے ہیں تو دو چار ہزار برس سے بتلاتے ہیں۔ بھلا دو ارب کی بات دو چار ہزار برس والے کو کیا معلوم۔ یہ ایک فضل ہے ہم لوگوں پر۔

سلامتی سے اسلام نکلا ہے۔ اس واسطے رسول اللہ کی تعلیم کو اللہ نے محفوظ رکھ دیا۔ یہ بھی ایک اس کی گواہی ہے کس طرح اس نے حفاظت فرمائی۔ قرآن کے زیر و زبر تک محفوظ ہیں۔ پھر قرآن کے پہنچانے والوں اور اس کے معانی کے محافظین۔ مجددوں کا سلسلہ موجود ہے۔ ہم بھی بڑے خوش قسمت ہیں کہیں سنہ ۵۰ یا سنہ ۶۰ میں ہوتے۔ تو اپنی آنکھ سے کہاں دیکھتے کہ خدا نے اسلام کی حفاظت فرمائی ہمارے زمانے میں ایک مجدد آیا۔ اس کو ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ ہم نے اس راستباز سے بارہا سنا کہ جب تک انا الموجود کی آواز نہیں آتی۔ ایمان کامل نہیں ہوتا۔ اللہ اس کی روح وروان پر بہت سی برکتیں بھیجے کیسی ایک جماعت اللہ نے باوجود عظیم مخالفت کے عطا فرمائی۔ جس طرح جناب الٰہی کی یہ گواہی ہے اسی طرح پاک دلوں کے ساتھ جب ملائکہ کا تعلق ہوتا ہے وہ بھی لا الٰہ الا اللہ کی گواہی دیتے ہیں۔ اس سے آگے بڑے بڑے علماء بڑے بڑے موحدین کا بڑا اعلےٰ نمونہ ہم نے دیکھا۔ وہ بھی یہی کہتے اور شہادت دیتے ہیں کہ اللہ کے برابر کوئی معبود کوئی محبوب کوئی منعم اور کوئی محسن اور کوئی فضل واحسان کا وجود نہیں کوئی علم اور قدرت میں اس کے برابر نہیں۔ یہ چند کلمات بہت ہی زور لگا کر سنائے ہیں۔ خدا تعالےٰ چاہے تمہارے دلوں کو لا الٰہ الا اللہ سے بھرپور کر دیوے۔ یہ تعلیم اللہ کی نعمتوں بڑی رحمتوں۔ غریب نوازیوں کا موجب ہو جاوے۔

ایک خوشخبری

ہمارے سلسلہ احمدیہ کے مشہور و معروف فاضل حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہوی کے مشکوے معلیٰ میں اللہ تعالیٰ نے فرزند ارجمند عطا فرمایا ہے۔ جس کے لئے میں تمام قوم بالخصوص ناظرین بدر کی طرف سے جناب کو مبارکباد عرض کرتا ہوں اس ۸۷ سالہ عمر میں یہ موہبت الٰہی اس بات کی شاہد ہے کہ ہمارے مولوی صاحب پر اللہ تعالیٰ کے خاص خاص انعامات ہیں۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس مولود مسعود کو مسیح موعود کی غلامی میں ان ترقیات سے بہرہ ور فرمائے۔ جو صالحین کی ذریۃ طیبہ کے لئے مقدر ہیں۔ عزیز کا نام محمد یحییٰ رکھا گیا ہے جو بہت ہی موزوں ہے اس عزیز کی ولادت کے متعلق مفصلہ ذیل نوازش نامہ مومنین کے ازدیاد ایمان کا موجب ہوگا۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ جناب من! خاکسار نزیل قادیان نے آخر شب درمیانی ۶ و ۷ ذی الحجہ ۱۳۲۸ھ کو خواب میں یہ آواز سنی کہ (مولوی صاحب آپ کے گھر میں لڑکا پیدا ہوا ہے) اور صبح کو منشی غلام حیدر صاحب خیر احمدی کو میں نے یہ خواب لکھ بھیجا۔ وہ اپنے کارڈ میں تحریر کرتے ہیں کہ خواب آنجناب قبلہ کا صحیح ہوا۔ خواب نہیں یہ تو الہام

ہے۔ کہ تین روز پیشتر احباب قبلہ کو خبر ہوئی۔ کیونکہ برخوردار ۱۲ دسمبر ۱۹۱۰ء
مطابق ۵ ذی الحجہ ۱۳۲۸ھ ہجری کو بروز پیر بوقت شب ۱۲ بجے پیدا
ہوا ہے۔ پھر دوسرے روز وہ لڑکا مجھ کو دکھایا بھی گیا۔ اور میں
نے اس کو گود میں بھی لیا۔ اور اس کا حلیہ برادر سید اکبر علی صاحب
کو لکھ بھیجا۔ برادر صاحب موصوف اپنے کارڈ میں تحریر فرماتے
ہیں کہ برخوردار کا حلیہ وہی ہے جو آپ کو دکھایا گیا ہے۔ چہرہ گول
جسم کلاں۔ بینی مناسب مگر موٹی۔ رنگ گورا۔ صورت ہمشکل
آپکے۔ ان دونوں خوابوں کی تصدیق اور بھی چند خطوط سے معلوم
ہوئی ہے۔ جو میرے پاس موجود ہیں۔ فقط۔ محمد احسن عفی عنہ

کیا محرم کوئی اسلامی ماتم کا مہینہ ہے؟

ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔ کیا یہ محرم کی نویں یا دسویں واقعی کوئی اسلامی دن ہے۔ سوال کا جواب یہی ہے
کہ ہرگز نہیں۔ قادیان میں جو بعض لوگ بیرونی رسوم سے متاثر ہے
ہیں انہیں یہ دیکھ کر بڑا تعجب ہوتا ہے۔ کہ تعلیم الاسلام ہائی سکول
میں اس روز کوئی تعطیل نہیں ہوتی۔ احمدی بچوں سے پوچھا جاوے
کہ آج عاشورہ ہے۔ تو وہ بالکل اس سے بے خبر ہوتے ہیں اور
ضرور تھا کہ ایسا ہی ہو۔ کیونکہ اسلام تو دنیا و آخرت میں خوشی پھیلانے
کے واسطے آیا۔ اس میں کوئی ماتم نہیں۔ بلکہ یہ تو ایسا مذہب ہے۔ کہ
مصیبت پر بھی بشارت ہی دیتا ہے۔ چنانچہ تمام قسم کے مالی
جانی۔ جسمانی ابتلاؤں کا بشیء من الخوف والجوع ونقص
من الاموال والثمرات ذکر کرکے وبشر الصابرین فرماتا
ہے۔ بدر کی کسی پچھلی اشاعت میں حضرت امیر کی زبان مبارک
کے کلمات درج ہو چکے ہیں کہ ایک مصیبت پر مومن کو سات خوشیاں
ہوتی ہیں۔ پس امام حسینؑ کی شہادت کوئی ایسی بات نہیں۔ کہ اس کے
لئے ہر سال صف ماتم بچھائی جاوے۔

ریویو دیسی کلنڈر ۱۹۱۱ء۔ انگریزی کلنڈر تو ہوتے ہی ہیں مگر
دیسیوں کے کاموں میں وہ بہت ناقص ثابت ہوتے ہیں کیونکہ
ان میں ہجری تاریخ اور ہندی۔ امرتسر ہال بازار کے تاجر کتب نیاز علی
صاحب مالک مطبع افغانی تین سال سے اس ضرورت کو پورا کر رہے
ہیں۔ میں گذشتہ تین سال سے اس کلنڈر کو اپنے دفتر میں اپنے سامنے
رکھتا ہوں بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ قیمت صرف ایک آنہ ہے۔
خان صاحب موصوف سے منگوائیں۔ (دفتر بدر میں نہیں ہے)

نظم براہین حصہ پنجم کہ عمدہ کاغذ پر کتابی صورت میں علیحدہ
برادران محمد یٰسین و محمد یٰسین تاجران
قادیان نے چھپوایا ہے قیمت ار رکھی ہے احباب منگوائیں اور فائدہ اٹھائیں۔

کلکتہ کے نامی ڈاکٹر الس برمن کی بنائی ہوئی مشہور دوائیں

۲۴/۴۸ جیسے بے ڈاکٹر برمن کا عرق کافور لے آؤ۔

جب کسی کو ہیضہ ہوتا ہے تو اس کے گھر میں ایسی پکار پڑ جاتی ہے اور گھبرا کر یہی کہتے ہیں
کہ اگر پہلے ہی تھوڑا سوچ لیتے تو یہ تکلیف ہی کیوں اٹھانا پڑے۔ کیوں نہیں ایک شیشی
عرق کافور ہمیشہ گھر ڈال رکھتے ہو یہ اصلی عرق کافور ۲۰ برس سے مشہور اور تجربہ کی ہوئی ہیضہ کی
انمول دوائی ہے گرمی کی دست پیٹ کا درد اور تلی کے لئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے قیمت فی شیشی
۸ محصول ڈاک ایک شیشی سے چار شیشی تک ۵

عرق پودینہ

ہر ایک بال بچہ دار کو یہ دوا گھر میں رکھنا چاہئے۔ یہ عرق ولائتی پودینہ کی ہری پتیوں کی
مانند ہے۔ یہ عرق ڈاکٹر برمن کی صلاح سے ولایت کے نامی دوا فروش نے بنایا ہے۔ ریاح کیلئے
یہ دوا نہایت مفید ہے۔ پیٹ کا پھولنا۔ ڈکار آنا۔ بدہضمی۔ اشتہا کا کم ہونا سب ریاح کی علامتیں
دور ہو جاتی ہیں۔ گود کے بچے کے لئے اور اس سے بڑھکر کوئی دوا نہیں ہے قیمت فی شیشی ۸
محصول ڈاک ایک شیشی سے چار شیشی تک۔ پانچ آنے

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

مفصل حالات کی کتاب مفت ملتی ہے منگوا کر ملاحظہ فرماویں۔

خط۔ پتہ۔ نمبر۔ نام ۱۲/۱۲

وغیرہ کی جو مہر بنوانا ہو۔ کوڑیوں کی لاگت سے بن سکتی ہے فوراً پتہ ذیل سے طلب فرماویں
پانچ پانچ حروف اور دو سٹ ہند سے معہ دو لائن ٹائپ ہولڈر۔ چٹی و خود سیاہی
دینے والی گدی فی بکس صرف دس آنے

المشتہر

جیون مل کمپنی گوجرانوالہ (پنجاب)

Digitized by Khilafat Library

صدائے اقبال ۲۴/۴

صاحبان آپ پر روشن ہے کہ کمترین نے ایک اشتہار بدیں عنوان
رد تجارت کا راز ۱۰/ دیا تھا۔ فیس مبلغ للعہ مقرر تھی اب اکثر احباب
کے ارشاد کے بموجب فیس مبلغ ۱۲ کر دی ہے تاکہ غریب سے غریب
بھائی بھی فائدہ اٹھا دیں شرائط حسب ذیل ہیں۔ صابن امرتسری
قسم اعلیٰ بدون امداد آگ دیگچی وچونہ صرف چند منٹ میں تیار کرنے
کی ترکیب عام فہم اردو میں بذریعہ وی پی مبلغ ۱۲ میں روانہ ہو گی۔
(۲) پتہ صاف۔ جواب کے لئے جوابی کارڈ ورنہ جواب ہے جواب (۳)
اگر میری روانہ کردہ ترکیب سے صابن امرتسری قسم اعلیٰ تیار نہ ہو
تو حلفیہ تحریر پر فیس واپس دیجاوے گی۔ (۴) درخواست کنندہ کو حلفیہ
اقرار کہ بدون اجازت مخبر ترکیب کسی کو نہ بتلائی جاوے گی روانہ کرنا ضروری
ہو گا۔

المشتہر غلام محی الدین اقبال موضع جنڈوالی سب آفس کھوڑیانوالہ
(لائل پور)

کشتہ و مسہر ۲۴/۴

محض خداتعالیٰ کے فضل سے یہ مفید دوائیں ہم پبلک کے سامنے
پیش کرتے ہیں ہم کسی کو مجبور نہیں کرتے اور نہ کسی کو دھوکا دینا چاہتے
ہیں صرف اسلئے ان کا اظہار کر دیا گیا ہے کہ خداتعالیٰ چاہے تو لوگ
فائدہ اٹھاویں۔ کشتہ جریان اعنی وہ بات جو پیشاب کے آگے یا پیچھے
آتی ہے بفضلہ تعالیٰ اس سے اکسیر کا فائدہ بخشتا ہے۔ اسکی اتنی تعریف کافی
ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی نور الدین صاحب مدظلہ کے مطب میں
بکثرت استعمال ہوتا ہے۔ اور کئی انسانوں نے خدا کے فضل سے
صحت پائی قیمت فی تولہ عہ ہے علاوہ محصول ڈاک (۵ سے ۶) مسہر
کمزوری آنکھ کو دور کرتا ہے اس کے اعلیٰ اجزا ایران و موتی ہیں
یہ مسہر حضرت خلیفۃ المسیح کا مجرب نسخہ ہے۔ انشاء اللہ بہت ہی مفید
و بابرکت ہو گا۔ قیمت فی تولہ ۱۲ محصول ڈاک بذمہ خریدار

المشتہر عبد الرحمٰن کاغانی احمدی قادیان ڈگور داسپور

تبلیغی کارڈ

سادہ کارڈوں کے جو دوسری طرف نصف حصہ خالی ہوتا ہے
ہم نے اسپر بہ پیرایہ میں حضرت مسیح موعود کے دعاوی کا ثبوت چھپوایا
ہے۔ جسکے مفصلہ ذیل عنوان ہیں۔ ابن مریم مر گئے۔ نزول مسیح و
نشانات ظہور مہدی۔ نشان صداقت اور بڑی غور و فکر کے
بعد نہایت مختصر مدلل عبارت میں یہ مضمون ادا کیا گیا ہے۔
صرف پانچ آنہ سینکڑہ کے حساب سے جلد منگوالیں اور خط و کتابت
میں استعمال کریں۔ ہم خرما و ہم ثواب بہت تھوڑے سے
چھاپے گئے ہیں بہت جلد درخواستیں کریں۔ اعلیٰ قسم کے
کارڈ ۸ فی سینکڑہ دیئے جاتے ہیں

مفرح یاقوتی طیار کردہ حکیم محمد حسین صاحب مہتمم کارخانہ
مرہم عیسیٰ لاہور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مصدقہ ہے اعضائے رئیسہ کو طاقت
دیتی ہے۔ مبہی۔ مفرح اور مقوی ہے۔ ہر قسم کے ضعف
وسستی کو اور ناطاقتی کو دور کرتی ہے۔ دفتر اخبار بدر سے
باداے قیمت نقد مبلغ للعہ فی ڈبیہ یا بذریعہ قیمت طلب پارسل
ملسکتی ہے۔

اطلاع

واضح ہو کہ نولکشور پریس نے الہ آباد کی عظیم الشان نمائش کے موقعہ
پر میدان نمائشگاہ کے پھاٹک کے قریب ایک شاخ کھولی ہے